بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيۡكَ يَا رَحۡمَةً لِّلۡعَالَمِيۡنَ ﷺ

سُنی عقائد

از

شمس المصنفین، فقیہ الوقت، فیضِ ملّت، مُفسرِ اعظم پاکستان

حضرت علامہ ابوالصالح مفتی محمد فیض احمد اُویسی رضوی نور اللہ مرقدہٗ

نوٹ: اگر اس کتاب میں کمپوزنگ کی کوئی بھی غلطی پائیں تو برائے کرم ہمیں مندرجہ ذیل ای میل ایڈریس پر مطلع کریں تا کہ اُس غلطی کو صحیح کر لیا جائے۔ (شکریہ)

admin@faizahmedowaisi.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَحْدَہٗ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ لا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

اما بعد! آخرت میں نجات صرف اور صرف عقائد صحیحہ سے ہوگی اعمالِ صالحہ نہ بھی ہوں تب بھی عقائد صحیحہ کی وجہ سے نجات ممکن ہے۔ اگر عقیدہ میں گڑبڑ ہوگی تو اعمال صالحہ پہاڑوں کے برابر ہوں تب بھی کام نہ آئیں گے۔ اس کی تحقیق وتفصیل فقیر نے کتاب ''نجات کا مدار عقائد صحیحہ پر'' میں کردی ہے۔ یہاں صرف ایک حدیث شریف پر اکتفا کرتا ہوں۔

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ہم جنگ حنین میں تھے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کلمہ گو کے متعلق فرمایا کہ یہ دوزخی ہے اور جب جنگ شروع ہوئی تو وہ شخص کافروں سے خوب لڑا اور خوب جوہر دکھائے۔ یہ منظر دیکھ کر ایک صحابی نے دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس شخص کے متعلق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ یہ دوزخی ہے وہ تو اسلام کی طرف سے کافروں کے ساتھ خوب لڑرہا ہے حتیٰ کہ وہ زخموں سے چُور ہو چکا ہے۔ یہ سن کر فرمایا ہاں خبردار بے شک وہ دوزخی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد سن کر قریب تھا کہ کچھ لوگ شک وشبہ میں مبتلا ہوجاتے اسی اثناء میں شخص مذکور کو جب زخموں کی تکلیف زیادہ ہوئی تو اس نے خودکشی کرلی اور حرام موت مرگیا (خدا اگر کسی کلمہ گو مسلمان نے بدبختی سے کی تو وہ کافر نہیں فاسق وفاجر ہے اگر وہ خودکشی کی وجہ سے جہنم میں جائے بھی تب بھی کافروں کی طرح دائمی طور جہنم میں نہ رہے گا اس کی نجات ممکن ہے اسی لئے خودکشی کرنے والے کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے لیکن کوئی عام غیر معروف نماز پڑھائے تو خودکشی کرنے والوں کی حوصلہ شکنی ہو۔ جس کا ذکر حدیث شریف میں ہے وہ منافق کافر تھا اس لئے اس پر دوسرے مسلمانوں خودکشی کرنے والوں کا قیاس نہ کیا جائے۔ اُویسی غفرلہ) یہ دیکھ کر لوگ ڈرے اور دربارِ رسالت میں حاضر ہوکر عرض کیا یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بے شک اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات کو درست ثابت کردیا۔ یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ''یَا بِلَالُ قُمْ فَأَذِّنْ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ إِلَّا مُؤْمِنٌ وَإِنَّ اللّٰہَ لَیُؤَیِّدُ ھٰذَا الدِّینَ بِالرَّجُلِ الْفَاجِرِ''

(صحیح البخاری، کتاب القدر، باب العمل بالخواتیم، الجزء ۲۰، الصفحۃ ۷۳، الحدیث ۶۱۱۶)

یعنی اے بلال اُٹھ اور اعلان کردے کہ جنت میں وہی جاسکتا ہے جو ایمان والا ہو اور اللہ تعالیٰ دین کی امداد وتائید فاسق و فاجر سے بھی کرادیتا ہے۔

اس حدیث پاک سے بھی ثابت ہوا کہ ہر کلمہ گو جنت کا حقدار نہیں ہے بلکہ جنت کا حقدار وہی ہے جس کا عقیدہ صحیح ہو۔

یادرہے کہ یہ شخص جو جنگ میں خوب لڑکر مرا یہ دراصل منافق تھا۔(عینی وفتح الباری)اسی لئے جہنم کا ایندھن بنا اگرچہ جہاد جیسی افضل العبادات کرتے مرا لیکن چونکہ منافق تھا اس لئے جہنم رسید ہوا۔

عقائد صحیحہ کی تلاش: لیکن سوال پیدا ہوتا ہے کہ عقائد صحیحہ کی تلاش کیسے اور کہاں؟ جبکہ دورِ حاضر میں ٹڈی دل مذاہب اسلام کی بہتات ہے سواس کے لئے عرض ہے کہ مذاہب کی بہتات بھی درحقیقت ہمارے نبی پاک، شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے جس کی صدیوں پہلے آپ نے ان مذاہب کی بہتات کی عینی خبر دی تھی اور اس کے ساتھ ہی یہ تصریح بھی فرمائی کہ ان مذہبوں میں حق اور صحیح مذہب کون سا ہے؟ چنانچہ حدیث پاک ملاحظہ ہو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وَإِنَّ بَنِي إِسْرَائِيلَ تَفَرَّقَتْ عَلَى ثِنْتَيْنِ وَسَبْعِينَ مِلَّةً وَتَفْتَرِقُ أُمَّتِي عَلَى ثَلَاثٍ وَسَبْعِينَ مِلَّةً كُلُّهُمْ فِي النَّارِ إِلَّا مِلَّةً وَاحِدَةً قَالُوا وَمَنْ هِيَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ مَا أَنَا عَلَيْهِ وَأَصْحَابِي

(سنن الترمذی، كتاب الإيمان، باب ما جاء فی افتراق هذه الأمة، الجزء٩، الصفحة٢٣٥، الحديث٢٥٦٠)

وفی روایة احمد وابی داؤد ثِنْتَانِ وَسَبْعُونَ فِي النَّارِ وَوَاحِدَةٌ فِي الْجَنَّةِ وَهِيَ الْجَمَاعَةُ

(سنن أبی داود، كتاب السنة، باب شرح السنة، الجزء١٢، الصفحة١٩٦، الحديث٣٩٨١)

یعنی بے شک بنی اسرائیل کے ۷۲ فرقے ہو گئے تھے اور میری امت کے ۷۳ گروہ ہو جائیں گے جن میں سے ۷۲ گروہ دوزخی ہوں گے اور ایک جنتی ہوگا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یا رسول اللہ! وہ ایک یعنی جنتی گروہ کون ہے؟ فرمایا جنتی گروہ وہ ہے جو میرے اور میرے صحابہ کرام کے طریقے پر ہوگا۔

فائدہ: حدیث شریف میں ۷۳ فرقوں کا ذکر فرما کر صاف لفظوں میں بتایا کہ ان میں سے ایک فرقہ نجات یافتہ ہوگا اس فرقہ کا نام اہل سنت و جماعت۔ یہی فرقہ حق پر ہے باقی تمام فرقے گمراہ اور جہنمی ہیں چنانچہ پیرانِ پیر، دستگیر حضور غوث الاعظم جیلانی قدس سرہ نے ان ۷۳ فرقوں کی تقسیم یوں فرمائی۔ ان ۷۳ فرقوں کے اصل دس فرقے ہیں

(۱)اہل سنت (۲)خوارج (۳)شیعہ (۴)معتزلہ (۵)مرجیہ (۶)مشبہ (۷)جہمیہ

(۸)ضراریہ (۹)نجاریہ (۱۰)کلابیہ

پس ایک سنت کا ایک ہی فرقہ ہے اور خارجیوں کے پندرہ فرقے ہیں۔ معتزلہ کے چھ، مرجیہ کے بارہ، شیعہ کے بتیس فرقے ہیں جن کی نبی غیب دان صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے۔

و أما الفرقة الناجية، فهی أهل السنة و الجماعة۔ (غنیۃ الطالبین، صفحہ۱۹۲)

یعنی اور لیکن نجات پانے والا فرقہ (ناجیہ) اہل سنت و جماعت ہے۔

شیخ المحدثین شیخ محقق عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ ۷۳ فرقوں کی تقسیم اس طرح کرتے ہیں ''معتزلہ، شیعہ، خوارج، مرصیہ، نجاریہ، جبریہ، مشبہ اور ناجیہ''

بعد ازاں معتزله رابیست فرقه ساختند وشیعه را بیست دو وخوارج بیست ومرجیه را پنج و نجاریه راسه و جبریه ومشبه را تفریق نکرده و فرقه ناجیه اهل سنت وجماعت اند ومجموع هفتا دوسه فرقه شد۔

(اشعة اللمعات فارسی، جلداول ، صفحه ۱٤۰ مطبوعه نولکشورا)

یعنی اس کے بعد معتزلہ سے بیس فرقے اور شیعہ سے بائیس، خوارج سے بیس، مرجیہ سے پانچ، نجاریہ سے تین، جبریہ اور مشبہ سے کوئی فرقہ نہیں اور ناجی (نجات پانے والا) فرقہ اہل سنت و جماعت ہے۔

اس سے ثابت ہوا کہ تا قیامت کتنے ہی فرقے بڑھتے چلے جائیں حقانیت اور ہدایت اہل سنت کے پاس رہے گی۔ فقیر نے اس موضوع پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے بنام ''الشافیة فی الفرقة الناجیه'' اس سے تلخیص کر کے چند حوالہ جات پیش کرتا ہوں۔

(۱) حضرت شیخ ابوشکور سالمی معاصر سیدنا داتا گنج بخش لاہور قدس سرہ نے فرمایا، ''روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انه قال ستفترق امتی من بعدی ثلثة و سبعین فرقة کلهم فی النار الا واحدة وهی اهل السنة و الجماعة۔''

(تمهید ابی شکور سالمی، صفحه ۷۳)

یعنی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے کہ میرے بعد میری امت کے ۷۳ گروہ ہو جائیں گے ایک کے سوا سب کے سب دوزخی ہوں گے اور وہ ایک گروہ ایک سنت و جماعت ہے۔

(۲) حضرت ملا علی قاری اسی حدیث پاک کو بیان کر کے فرماتے ہیں، ''فَلَا شَكَّ وَلَا رَيْبَ أَنَّهُمْ هُمْ أَهْلُ السُّنَّةِ وَالْجَمَاعَةِ۔''

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب الإيمان، باب الاعتصام بالكتاب و السنة، الجزء ۱، الصفحة ۲۰۹، دارالفکر)

یعنی اس بات میں کوئی شک نہیں کہ اہل سنت و جماعت ہی جنتی گروہ ہے۔

(۳) امام ربانی مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، ''فرض نخسحیں بر عقلا تصحیح عقائد است بموجب ازائے صائبه اهل سنت و جماعة شکر الله سعیهم که فرقه ناجیه اند۔'' (دفتر اول ، مکتوب ۲٦٦)

یعنی ہر ذی عقل پر سب سے پہلا فرض یہ ہے اپنے عقائد اہل سنت و جماعت کے اعتقادات کے موافق رکھے کیونکہ

آخرت میں نجات پانے والا یہی گروہ ہے۔

(۴) حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا ''حاصلِ کلام یہ ہے کہ نجات کا راستہ اقوال میں، افعال میں، اصول میں، فروع میں اہل سنت و جماعت کے ساتھ مطابقت رکھتا ہے کیونکہ یہی جنتی گروہ ہے اور اہل سنت و جماعت کے سوا جتنے گروہ ہیں وہ ہلاکت کے کنارے پر ہیں۔ آج اس کو کوئی جانے یا نہ جانے لیکن کل قیامت کے دن ہر شخص جان لے گا مگر اس وقت کا جان لینا کام نہ آئے گا۔ یا اللہ! ہمیں بیدار کر اس سے پہلے کہ ہمیں موت بیدار کرے۔''

(مکتوب نمبر ٦٤، جلد اول)

(۵) حضور امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا ''شیخ اپنے مرید کو اس بات کی نصیحت کرے کہ عقائد کو نجات پانے والے گروہ یعنی اہل سنت و جماعت کی رائے کے موافق صحیح کرے اور اس بات کی تاکید کرے کہ وہ فقہ کے ضروری احکام سیکھ کر ان پر عمل کرے کیونکہ اس راہ میں بغیر ان دو بازوؤں یعنی اعتقاد و عمل کے اڑنا محال ہے۔''

(مبدا و معاد صفحہ ۹)

(٦) نیز حضرت مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا ''اصل مقصد یہ ہے کہ ہمیں عقائد اہل سنت و جماعت عطا ہوئے ہیں اس دولت کے ہوتے ہوئے اگر ہمیں احوال و مواجید عطا کئے جائیں تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے اور اگر یہ احوال و مواجید نہ بھی ملیں تو ہم عقائد اہل سنت و جماعت کو کافی جانتے ہیں کیونکہ جب یہ دولت ہے تو سب کچھ ہے ورنہ کچھ بھی نہیں کیونکہ وہ احوال و مواجید جو بغیر عقیدۂ اہل سنت و جماعت کے ہوں ہم اسے استدراج اور سراسر خرابی جانتے ہیں۔''

(مکتوب نمبر ٦٧، جلد دوم)

(۷) سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''تقویٰ کے لئے اہل سنت و جماعت کے عقائد کے مطابق عقیدہ رکھنے کے سوا چارہ نہیں تاکہ آخرت کی کامیابی اور نجات حاصل ہو اور اہل سنت و جماعت کے خلاف عقیدہ رکھنا زہر قاتل ہے جو کہ ہمیشہ کی موت اور دائمی عذاب کا سبب ہے۔ عمل میں کوتاہی ہو تو نجات کی امید کی جاسکتی ہے لیکن اگر عقیدہ میں کوتاہی ہو تو بخشش کی گنجائش ہی نہیں رہتی۔'' (مکتوب نمبر ۱۷، جلد دوم)

(۸) سیدنا امام ربانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''عقلمندوں پر پہلا فرض یہ ہے کہ اہل سنت و جماعت کے مطابق اپنے عقیدے درست کریں کہ اہل سنت و جماعت ہی جنتی گروہ ہے۔'' (مکتوب نمبر ۲٦٦، جلد اول)

(۹) سیدی وسندی امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ''شریعت کے دو جز ہیں عقیدہ اور عمل۔ عقائد دین کے اصول ہیں اور اعمال فرع۔ جس کے عقائد درست نہیں وہ نجات نہیں پاسکتا اور اس کے حق میں عذابِ الٰہی سے

خلاصی (نجات) کا تصور بھی نہیں ہوسکتا لیکن جس کے عقائد درست ہوں مگر اعمالِ صالحہ نہ ہوں اس کی نجات کی امید کی جاسکتی ہے۔'' (مکتوب نمبر ۶۷، جلد ۳)

(۱۰) سیدنا امام ربانی مجدد الف ثانی قدس سرہ نے فرمایا ''اہل سنت و جماعت جو کہ نجات پانے والی جماعت ہے کی پیروی کے بغیر نجات کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا اگر بال برابر بھی ان کی مخالفت ہوئی تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات کشف صحیح سے بھی یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے اس لئے اس میں غلطی کا احتمال نہیں ہے۔ پس خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اہل سنت و جماعت کی پیروی کی توفیق ملی اور ان کی تقلید کا شرف حاصل ہوا اور ہلاکت ہے ان لوگوں کے لئے جو اہل سنت و جماعت کے خلاف چلے اور ان سے منہ موڑا اور ان کی جماعت سے نکل گئے اور خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں۔'' (مکتوب نمبر ۵۹، جلد دوم)

(۱۱) سیدنا امام ربانی قدس سرہ دربارِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں، ''اللھم ثبتنا علیٰ معتقدات اھل السنة و الجماعة و امتنا فی زمرتھم و احشرنا معنھم۔'' (مکتوب نمبر ۶۷، جلد دوم)

یا اللہ تعالیٰ! ہمیں اہل سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت رکھ اور انہی کے گروہ میں ہمیں مار اور انہی کے ساتھ ہمارا حشر فرما۔

(۱۲) حضرت سید علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا، ''فعلیکم معاشر المومنین باتباع الفرقة الناجية المسماة باھل السنة و الجماعة فان نصرة اللہ و حفظه و توفیقه فی موافقتھم و خذلانة و سخطه و مقته فی مخالفتھم۔'' (السنحة الوھبیه)

یعنی اے ایمان والو! تم پر لازم ہے کہ تم جنتی گروہ جس کا نام اہل سنت و جماعت ہے کے ساتھ وابستہ رہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی مدد و حفاظت اور اس کی توفیق اس جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے میں ہے اور اہل سنت و جماعت کی مخالفت میں اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ہے اور مخالفت کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ گمراہی میں چھوڑ دیتا ہے۔ (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(۱۳) قطب زماں حضرت خواجہ یعقوب چرخی نے فرمایا ''واضح ہو کہ خواجہ خضر اور خواجہ الیاس علیہما السلام اور سب کے سب اولیاء کرام حاضر و غائب مذہب اہل سنت و جماعت پر ہیں۔'' (رسالہ ابدالیہ، صفحہ ۳۰)

(۱۴) حضرت خواجہ محمد بن سلیمان جزولی صاحب دلائل الخیرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ دربارِ الٰہی میں دعا کرتے ہیں، ''اللّٰھم و امتنا علی السنة و الجماعة و الشوق الیٰ لقائك یا ذالجلال و الاکرام۔''

(دلائل الخیرات، مطبع کانپور، صفحہ ۲۸)

یعنی اے اللہ! ہمیں مسلک اہل سنت و جماعت اور اپنی لقاء کے شوق پر موت دے یا ذا الجلال والاکرام۔

(۱۵)عارف باللہ حضرت شیخ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تعالیٰ" تفسیر روح البیان"میں فرماتے ہیں ہمارے شیخ مکرم پیرو مرشد روح اللہ روحہ نے اپنے وصال سے ایک دن پہلے اپنے متوسلین مریدین کو بلا کر فرمایا سن لو! کہ میرے پاس دنیا کا کوئی مال نہیں ہے کہ میں اس کے متعلق کوئی وصیت کروں۔

ولکنی علی مذهب أهل السنة والجماعة شريعة وطريقة ومعرفة وحقيقة فاعرفونی هكذا واشهدوا لی بهذا فی الدنيا والآخرة فهذا وصيتی

(تفسیرروح البیان،سورة النحل ، جلد٥، صفحه ١٠١،دار إحياء التراث العربی)

یعنی لیکن شریعت وطریقت معرفت وحقیقت ہر اعتبار سے میں اہل سنت و جماعت کے مذہب پر ہوں مجھے ایسے ہی پہچانو اور میرے لئے دنیاوآخرت میں اسی بات کے گواہ ہوجاؤ بس یہی میری وصیت ہے۔

(۱۶) شیخ الاسلام حضرت خواجہ بہاؤالحق زکریا ملتانی قدس سرہ نے فرمایا''جو میرے سلسلہ میں شامل ہوں گے وہ سب کے سب میری ضمانت میں ہیں اور فرمایا سلسلہ سے مراد قرآن وسنت کی پیروی ،اقوالِ مجتہدین ،اجماع صحابہ کرام اور اہل سنت و جماعت کی پیروی ہے۔''(خلاصۃ العارفین،صفحہ ۴۸)

(۱۷)حضرت خواجہ نور محمد صاحب بدایونی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ نے اپنے خلیفہ حضرت مرزا جان جاناں رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کو نصیحت فرمائی''عقیدۂ اہل سنت و جماعت کو لازم پکڑو۔''(حالاتِ مشائخ نقشبندیہ،صفحہ ۲۷۸)

(۱۸)حضرت خواجہ عبدالعزیز دباغ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا،''انه لا يفتح علی العبد الا اذا كان علیٰ عقيدة اهل السنة والجماعة وليس لله ولی علیٰ عقيدة غيرهم ولو كان عليها قبل الفتح لوحب عليه ان يتوب بعد الفتح ويرجع الیٰ عقيدة اهل السنة ۔'' (الابریز،صفحہ ۲۴)

یعنی فرمایا کسی انسان کے لئے ولایت کا دروازہ نہیں کھل سکتا جب تک کہ وہ اہل سنت و جماعت کے عقیدہ پر نہ ہو اور اللہ تعالیٰ کا کوئی ولی ولایت میں قدم رکھنے سے پہلے اہل سنت و جماعت کے خلاف ہو تو ولایت کا دروازہ کھلنے کے بعد اس پر واجب ہوگا کہ وہ اس عقیدہ سے توبہ کرے اور اہل سنت و جماعت کے عقیدہ کی طرف لوٹے۔

(۱۹)علامہ اسماعیل بن ابراہیم نے حاکم ابواحمد حاکم رحمہ اللہ کو بعد وصال خواب میں دیکھا اور پوچھا

أی الفِرَق أكثر نجاة عندكم؟ فقال :أهل السنة۔

(شرح الصدور،صفحه ٣٨٠،دار الرشيد دمشق ، بيروت)

یعنی کون سا فرقہ اکثر نجات پانے والا ہے؟ تو فرمایا اہل سنت!

(۲۰) مخدوم الاولیاء حضرت خواجہ باقی باللہ قدس سرہ نے فرمایا''ہمارے طریقے کا دارومدار تین باتوں پر ہے (۱) اہل

سنت و جماعت کے عقائد پر ثابت قدم رہنا (۲) دوام آگاہی (۳) عبادت۔ لہٰذا اگر کسی شخص کی ان چیزوں میں کسی ایک میں خلل آجائے تو وہ ہمارے طریقے سے خارج ہو جاتا ہے۔''

(۲۱) حضرت مرزا جانِ جاناں قدس سرہ نے فرمایا ''عقیدۂ اہل سنت و جماعت کا ملتزم ہو کر حدیث وفقہ سیکھنا چاہیے۔'' (حالاتِ مشائخ نقشبندیہ، صفحہ ۲۹۳)

نــــــوٹ: یہ فرمودات ان ہستیوں کے ہیں جن پر پورے عالم اسلام کو اعتماد ہے۔ تمام سلاسل (قادریہ، چشتیہ، نقشبندیہ، سہروردیہ) کے مشائخ، اولیاء کرام، تمام مذاہب کے علماء کرام (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اہل سنت سے وابستگی کا حکم فرما رہے ہیں آخر میں ایک ایسی شخصیت کی وصیت لکھ دوں جس پر جدت پسند نئی پود کو اعتماد ہے۔

''ڈاکٹر اقبال مرحوم نے اپنے بیٹے جاوید اقبال کو نصیحت کی کہ اہل سنت و جماعت کے ساتھ وابستہ رہیں اور اہل بیت سے محبت کرنا اپنا شعارِ زندگی بنائے رکھنا۔'' (نوائے وقت، ۲۲ ذوالحجہ ۱۴۰۲ھ بمطابق ۱۰ اکتوبر ۱۹۸۲ء م ش کی ڈائری)

ہم نے عوام کو اہل سنت سے وابستگی کے بارے میں کافی اسباب جمع کر کے دیئے ہیں اس کے باوجود اگر کوئی قسمت کا مارا اہل سنت سے نکل کر کسی بدمذہب سے تعلق جوڑتا ہے تو قیامت میں پچھتائے گا جہاں کسی قسم کا پچھتاوا کام نہ آئے گا۔

انہی اہل سنت کے عقائد و مسائل کی تفصیل عرض کر دوں تا کہ زندگی اہل سنت کے عقائد و معمولات پر بسر ہو۔

عقائد توحید: (۱) اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں نہ ذات میں نہ صفات میں نہ افعال میں نہ احکام میں نہ اسماء میں نہ کوئی نبی نہ کوئی ولی۔

(۲) وہ ذات واجب الوجب ہے یعنی ہمیشہ سے ہے، ازلی ہے اور ہمیشہ رہے گا ابدی ہے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کی ذات کا ادراک محال ہے ہاں اجمالاً (مختصر طور پر) فعال کے ذریعہ سے صفات اور صفات کے ذریعہ سے ذات کا علم ہو سکتا ہے۔

(۴) اللہ تعالیٰ ہمارا معبود ہے اس کے سوا اور کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں۔

(۵) وہ ''حی و قیوم'' ہے وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ ہی رہے گا اس کی ہستی فنا ہونے والی نہیں۔

(۶) ساری دنیا کو وہی قائم رکھے ہوئے ہے سب اسی کے سہارے چل رہے ہیں لیکن خود اسے کسی سہارے کی ضرورت نہیں۔

(۷)اسے نہ اونگھ آتی ہے نہ نیند وہ ہر دم سب کی حفاظت کرتا ہے اور ہر آن ہر چیز پر نظر رکھتا ہے۔

(۸)زمین وآسمانوں میں جو کچھ ہے اسی کا ہے اس کے سوا ساری دنیا کا کوئی اور اصلی مالک نہیں۔

(۹)اس کے آگے کسی کو دم مارنے کی مجال نہیں اس کی اجازت کے بغیر کوئی اس کے سامنے سفارش کرنے کا حوصلہ نہیں کر سکتا اسی لئے انبیاء واولیاء مخلوق کے لئے شفیع ہیں کہ انہیں اللہ نے اذنِ شفاعت بخشا ہے۔

(۱۰)اسے کائنات کی ہر چیز کا ہر علم ہے کوئی چیز اس سے چھپی نہیں اور اس کے علم سے باہر نہیں یہ علم اس کا ذاتی دائمی بالاستقلال ہے۔

(۱۱)ہمارا علم بھی اسی کا بخشا ہوا ہے کسی کی کیا مجال کہ اس کی مرضی کے بغیر کچھ معلوم کر سکے انبیاء واولیاء جو علوم جانتے ہیں وہ اسی کے دیئے ہوئے ہیں۔

(۱۲)اس کی قدرت زمین اور آسمانوں پر غالب ہے اس کی حکومت کائنات کے ایک ایک ذرے پر ہے اور کوئی شے اس کے فرمان سے باہر نہیں۔

(۱۳)وہ ساری دنیا کی حفاظت سے نہیں تھکتا وہ اپنی ذات وصفات میں سب سے اونچا ہے وہ عظمت والا ہے اس کی شان کا کوئی جواب نہیں۔

(۱۴)خدا تعالیٰ کا دیدار دنیاوی زندگی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بغیر کوئی نہیں کر سکتا مگر آخرت میں ہر مسلمان دیدار کریگا۔

(۱۵)خدا تعالیٰ اپنے علم غیب پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا مگر اپنے پیارے مقبول اور پسندیدہ رسولوں میں سے جن کو چن لیتا ہے یعنی انہیں علم غیب عطا کرتا ہے۔

عقائد رسالت: تمام رسولوں اور پیغمبروں پر ہمارا ایمان ہے۔

(۱)انبیاء علیہم السلام پر وحی (وہ پیغام جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کو ملتا ہے) ہونا ضروری ہے خواہ فرشتے کے ذریعے سے ہو یا بغیر ذریعہ کے۔

(۲)انبیاء علیہم السلام معصوم (یعنی ہر صغیرہ کبیرہ گناہ سے پاک) ہوتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ہر گناہ سے منزہ رکھتا ہے۔

(۳)انبیاء علیہم السلام کے سوا کوئی معصوم نہیں خواہ ولی، غوث، قطب، ابدال، اوتاد ہوں ہاں محفوظ ضرور ہیں۔

(۴)انبیاء علیہم السلام تمام مخلوق سے افضل واعلیٰ ہیں جو کسی غیر نبی، ولی، غوث، قطب وغیرہم کو ان سے افضل واعلیٰ یا برابر کہے وہ کافر ہے۔

(۵) انبیاء علیہم السلام کی تعظیم وتوقیر فرض ہے جو کسی نبی کی بے ادبی اور گستاخی کرے یا جھوٹا کہے وہ کافر ہے۔اسی لئے ہم اہل سنت تمام گستاخانِ رسول ﷺ کو کافر ومرتد اور بے دین سمجھتے ہیں۔

(۶) تمام انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت وحرمت والے ہیں جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان کے نزدیک انبیاء علیہم السلام چوہڑے چمار کی مثل یا ذلیل ہیں وہ کافر ہے۔(جیسے تقویۃ الایمان مصنفہ مولوی اسماعیل دہلوی میں ''انبیاء واولیاء'' سب کو چوہڑے چمار کہہ دیا گیا۔معاذ اللہ)

(۷) انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں، کھاتے پیتے ہیں اور جہاں چاہتے ہیں آتے جاتے ہیں۔

(۸) انبیاء علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ علم غیب عطا کرتا ہے اور اولیاء کرام علیہم الرحمۃ کو بھی بواسطہ انبیاء عطا کیا جاتا ہے۔

(۹) انبیاء علیہم السلام اور اولیاء علیہم الرحمۃ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اجازت سے مخلوق کے مددگار، فریادرس، حاجت روا اور وسیلہ ہیں۔

(۱۰) اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو اپنا خلیفہ بنایا اور تمام چیزوں کے اسماء کا علم عطا فرمایا۔

(۱۱) حضرت آدم علیہ السلام سب سے پہلے نبی ہیں اور تمام انسانوں کے باپ ہیں خدا تعالیٰ نے ان کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرمایا۔

(۱۲) انبیاء کرام علیہم السلام و اولیاءِ عظام علیہم الرحمۃ ہماری آوازوں کو سنتے ہیں اور ہمارے حالات سے باخبر ہیں موت نے ان کی نبوت کے کمالات سماع اور علم مٹایا نہیں بلکہ بڑھایا ہے۔

(۱۳) کسی نبی (علیہ السلام) کی ادنیٰ توہین وگستاخی کفر ہے۔

عقائد دربارِ رسالت مآب ﷺ: (۱) آقائے نامدار، مدنی تاجدار، حضور پرنور محمد مصطفیٰ ﷺ تمام رسولوں کے سردار ہیں۔

(۲) حضور ﷺ سراپا نور اور بے مثل بشر ہیں۔

(۳) حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے اپنے نور مبارک سے پیدا فرمایا۔

(۴) حضور نبی پاک ﷺ اللہ تعالیٰ کے نائب مطلق اور خلیفۂ اعظم ہیں (دیگر انبیاء علیہم السلام آپ کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ کے نائب ہیں)

(۵) حضور اکرم ﷺ اگر پیدا نہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ دنیا میں کوئی شے پیدا نہ فرماتا (جیسا کہ حدیث لولاک سے ثابت ہے)

(۶) حضور اکرم ﷺ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کے اذن سے اپنی گنہگار امت کی شفاعت کریں گے، شفاعت کا منکر گمراہ

اور بے دین ہے۔

(۷)حضور اکرم ﷺ حیوانات، ملائکہ، حور وغلمان، جن وانس بلکہ تمام کائنات کے لئے رحمت ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا"وَ مَآ اَرۡسَلۡنٰکَ اِلَّا رَحۡمَۃً لِّلۡعٰلَمِیۡنَ "(پارہ ۱۷،سورۃ الانبیاء،آیت ۱۰۷) ﴿ترجمہ: اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔﴾

(۸)اللہ تعالیٰ کی رضا حضور اکرم ﷺ کی رضا ہے اور حضور اکرم ﷺ کی رضا اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

(۹)حضور اکرم ﷺ کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے اور حضور اکرم ﷺ کی بے ادبی اور گستاخی اللہ تعالیٰ کی بے ادبی اور گستاخی ہے۔

(۱۰)اللہ تعالیٰ نے شب اسراء کے دولہا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کو حالت بیداری میں معراج شریف کرائی جو نہ مانے وہ گمراہ ہے۔

(۱۱)اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو جو کچھ ہو چکا تھا اور جو کچھ قیامت تک ہونا ہے ان سب کا علم بتا دیا ہے اسے علم غیب کُلی کہا جاتا ہے۔

(۱۲)حضور اکرم ﷺ جب چاہیں جس وقت چاہیں جہاں چاہیں تشریف لا سکتے ہیں اور لاتے رہتے ہیں۔خوش بخت لوگوں کو خواب اور بیداری میں زیارت ہوتی رہتی ہے۔

(۱۳)حضور اکرم ﷺ اپنی قبر انور میں زندہ ہیں، ہماری آواز سنتے اور جواب دیتے ہیں اور دکھی امت کی مشکل بھی حل فرماتے ہیں۔

(۱۴)حضور اکرم ﷺ کی تعظیم وتوقیر جس طرح ظاہری زندگی میں فرض تھی اب بھی اسی طرح فرض ہے۔

(۱۵)حضور سرورِ عالم ﷺ خاتم النبین ہیں یعنی آپ کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوسکتا آپ کے بعد جو کسی کو نبی مانے وہ کافر ہے۔

(۱۶)حضور سرورِ عالم ﷺ تمام مخلوق سے افضل ہیں جو کمالات دوسروں کو نصیب ہوتے ہیں وہ سب آپ ﷺ میں ہیں۔

(۱۷)جو حضور سرورِ عالم ﷺ کے کسی قول اور فعل وعمل کو حقارت سے دیکھے وہ کافر اور واجب القتل ہے۔

(۱۸)حضور سرورِ عالم ﷺ کے نام نامی اسم گرامی پر صلعم ،صللم لکھنا ناجائز وگناہ ہے۔صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پورا درود شریف لکھنا چاہیے اس کی تحقیق فقیر کے رسالہ"کراہت صلعم" میں دیکھیں۔

(۱۹)حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں سے عداوت رکھنی چاہیے خواہ وہ باپ ہو یا بیٹا، بھائی بہن ہو یا کوئی خاندان کا ہو یا کوئی اور۔

(۲۰)حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم ہیں اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر و ناظر ماننا چاہیے کہ آپ کے کمالات میں سے یہ بھی ایک کمال ہے۔

عقائدِ خلافت: (۱)سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ تمام انبیاء علیہم السلام کے بعد تمام انسانوں سے افضل ہیں پھر عمر فاروق، پھر عثمان غنی، پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔اس کے برعکس اگر کوئی حضرت علی المرتضیٰ کو افضل مانے وہ گمراہ ہے۔ان چاروں حضرات کی فضیلت باترتیب خلافت ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک جو افضل تھا اسی کو پہلے خلافت ملی۔

(۲)چار خلفاءِ راشدین کے بعد بقیہ عشرہ مبشرہ و حسنین کریمین و اصحابِ بدر و اصحابِ بیعت الرضوان افضل صحابہ ہیں۔

(۳)کسی بھی صحابی کے ساتھ بدعقیدگی رکھنا گمراہی ہے مثلاً سیدنا امیر معاویہ و حضرت ابوسفیان، حضرت ہندہ، حضرت عمرو بن العاص، حضرت مغیرہ بن شعبہ، حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہم ایسے ہی حضرت وحشی جنہوں نے سیدنا حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کیا لیکن وہ اسلام لانے سے پہلے کا واقعہ تھا اسلام لانے کے بعد بڑے خبیث اور مسیلمہ کذاب ملعون کو واصلِ جہنم کیا ان میں سے کسی کی شان میں گستاخی کرنا بُرا ہے اور اس کا قائل رافضی اور کافر ہے۔

(۴)صحابہ کرام کے درمیان جو واقعات ہوئے ان میں پڑنا حرام حرام سخت حرام ہے۔مسلمانوں کو تو یہ دیکھنا چاہیے کہ وہ سب اپنے آقا و مولا حضور پرنور محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق پروانے اور سچے غلام تھے۔

(۵)اہل بیت عظام و صحابہ کرام نبی نہ تھے اور نہ ہی رسول تھے نہ ہی فرشتہ تھے کہ معصوم ہوں ان میں سے بعض سے اگر کچھ لغزشیں بھی ہوئیں تو ان پر گرفت کرنا اللہ اور رسول کے فرمان کے خلاف ہے۔سورۂ حدید میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے حق میں صاف اعلان فرما دیا، **كُلًّا وَّعَدَ اللّٰهُ الْحُسْنٰى**۔ (پارہ ۱۰، سورۃ الحدید، آیت ۱۰)

ترجمہ: سب سے اللہ نے بھلائی کا وعدہ فرما لیا۔

اللہ تعالیٰ نے جب ان کے تمام اعمال جان کر ان سب کے لئے جنت اور کرامت و ثواب کا وعدہ فرما لیا تو پھر کسی دوسرے کو کیا حق رہا کہ ان کی کسی بات پر طعن کرے لہٰذا ہمارا متفقہ عقیدہ ہے کہ صحابہ کرام سب کے سب جنتی ہیں۔

”فرشتے ان کا استقبال کریں گے کہ یہ وہ دن ہے کہ جس کا تم سے وعدہ لیا گیا تھا۔“

یہ جو بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام لیا جائے تو رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہ کہا جائے یہ خیال باطل ہے۔علماء کرام نے تمام صحابہ کے مبارک ناموں کے ساتھ مطلقاً رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے کا حکم دیا۔

حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اول ملوک اسلام ہیں اسی طرح تورات میں اشارہ ہے اور احادیث مبارکہ میں بھی ہے کہ نبی آخرالزماں (ﷺ) مکہ میں پیدا ہوں گے، مدینہ کو ہجرت فرمائیں گے اور ان کی سلطنت شام میں ہوگی۔ اس سے ثابت ہوا کہ حضرت امیر معاویہ کی بادشاہی اگرچہ سلطنت ہے مگر وہ درحقیقت محمد رسول اللہ ﷺ کی ہی سلطنت ہے۔

حضرت سیدنا امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ایک لشکر جرار کے ساتھ با اختیار ہوتے ہوئے بھی عین میدانِ جنگ میں ہتھیار رکھ دیئے اور خلافت حضرت امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کردی اور ان کے ہاتھ پر بیعت فرمائی اور اس صلح کو حضور اکرم ﷺ نے پسند فرمایا اور اس کی بشارت کئی سال پہلے دی تھی کہ ''میرا بیٹا سید ہے امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس کے باعث مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں میں صلح کرادے۔''

حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر معاذ اللہ فسق وغیرہ کا طعن کرنے والا حضرت امام حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر بلکہ حضور اکرم ﷺ پر طعن کرتا ہے یہی نہیں بلکہ خود اللہ تعالیٰ پر بھی طعن کرتا ہے۔

(۶) حضراتِ حسنین کریمین رضی اللہ تعالیٰ عنہما یقیناً اعلیٰ درجہ کے شہداء کرام ہیں ان کی شہادت کا منکر گمراہ اور بددین ہے۔

(۷) یزید پلید فاسق وفاجر تھا اسے اور شہزادۂ رسول ﷺ سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کیا نسبت۔

چه نسبت خاك را باعالم پاك

ہم اپنی زبان سے یزید کو کافر بھی نہیں کہتے اور مسلمان بھی نہیں کہتے کیونکہ اس سلسلے میں ہمارے امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مسلک ''سکوت'' ہے (یعنی ہم اسے فاسق وفاجر کہنے کے سوا کافر کہیں نہ مسلمان) تفصیل کے لئے فقیر کی کتاب ''شرح حدیثِ قسطنطنیہ''

(۸) ام المومنین حضرت خدیجۃ الکبریٰ اور ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما قطعی جنتی ہیں انہیں بقیہ تمام ازواج مطہرات اور صحابیات رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر فضیلت حاصل ہے۔ان کی طہارت کی گواہی قرآن نے دی ہے جو

انہیں ایذا دیتا ہے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایذا دیتا ہے چنانچہ ان پر طعن کرنے والا رافضی اور جہنمی ہے۔

(۹) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کریمین ایسے ہی تا آدم علیہ السلام جملہ آباء وامہات مومن تھے۔ تفصیل وتحقیق فقیر کی کتاب ''ابوینِ مصطفیٰ'' میں ہے۔

(۱۰) امام مہدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ظہور حق ہے لیکن اس طرح کہ وہ اپنے زمانہ میں ماں باپ سے پیدا ہوں گے جو کہ بعد کو اعلان کریں گے ایسا نہیں کہ وہ اب زندہ ہیں۔

عقائد ولایت: (۱) ولایت ایک قربِ خاص ہے جو رب تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اپنے خاص برگزیدہ بندوں کو عطا فرماتا ہے۔

(۲) ولایت عبادت وریاضت کے زور سے حاصل نہیں کی جاسکتی یہ محض رب کی رضا پر منحصر ہے البتہ اعمال صالحہ ذریعہ ثابت ہوسکتے ہیں بعض کو ولایت ماں کے پیٹ ہی میں مل جاتی ہے۔

(۳) امت میں سب سے زیادہ معرفت وقربِ الٰہی حضرت صدیق اکبر کو پھر عمر فاروقِ اعظم، پھر عثمان غنی ذوالنورین، پھر مولا علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو درجہ بدرجہ حاصل ہے ہاں مرتبۂ تکمیل پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے جانب کمالات نبوت شیخین کو فرمایا اور جانب کمالات ولایت حضرت مولا علی مشکل کشا کو تو جملہ اولیاء مابعد نے مولا علی کرم اللہ وجہہ الکریم کے گھر سے یہ نعمت پائی ہے اور سب انہیں کے دست نگر تھے اور رہیں گے۔

(۴) طریقت منافی شریعت نہیں وہ شریعت ہی کا باطنی حصہ ہے بعض جاہل اور صوفی کہہ دیتے ہیں کہ شریعت اور ہے طریقت اور ہے یہ سراسر گمراہی ہے اس طرح خود کو شریعت سے آزاد سمجھنا کھلا ہوا کفر والحاد ہے۔

(۵) کوئی ولی کیسا ہی عظیم ہو احکامِ شرعیہ کی پابندی سے آزاد نہیں ہوسکتا بعض سر پھرے جو یہ کہہ دیتے ہیں کہ شریعت راستہ ہے راستہ کی حاجت ان کو ہو جو مقصود تک نہ پہنچے ہم تو پہنچ گئے۔

حضرت جنید بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کا جواب دیا کہ بے شک وہ پہنچے مگر کہاں؟ جہنم میں البتہ اگر مجذوبیت کی وجہ سے عقل زائل ہوگئی تو اور بات ہے مگر پھر بھی مجذوب شریعت کا مقابلہ کبھی نہ کرے گا۔

(۶) اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بہت بڑی طاقت دی ہے اس میں جو ''اصحابِ خدمت'' ہیں ان کو تصرف کا اختیار دیا جاتا ہے۔ وہ سیاہ وسفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں۔ یہ حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہوتے ہیں ان کو سارے اختیارات وتصرفات حضور کی نیابت ہی میں ملتے ہیں اس لئے علومِ غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت سے

"ماکان ومایکون"اور تمام لوحِ محفوظ پر مطلع ہوتے ہیں۔

(۷) کرامت اولیاء حق ہے اس کا منکر گمراہ ہے۔ مردے زندہ کرنا، مادرزاد اندھے اور کوڑھی کو شفاء دینا، مشرق سے مغرب تک ساری زمین ایک قدم میں طے کر جانا غرض تمام خوارقِ عادات اولیاء سے ممکن ہیں سوائے معجزات کے جن کی بابت دوسروں کے لئے ممانعت ثابت ہو چکی ہے۔

(۸) اولیاء اللہ سے مدد مانگنا محبوب ہے یہ مدد مانگنے والے کی مدد فرماتے ہیں رہا اولیاء اللہ کو فاعل حقیقی اور فاعل مستقل جاننا یہ غلط ہے مسلمان کبھی ایسا نہیں کرتا۔

(۹) اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری باعث برکت وثواب ہے۔

(۱۰) اولیاءِ کرام اپنی قبروں میں حیاتِ ابدی کے ساتھ زندہ ہیں ان میں سوچنے، سمجھنے، سننے اور دیکھنے کی صلاحیت پہلے سے بہت زیادہ قوی ہو جاتی ہے۔

(۱۱) اولیاءِ کرام کو دور و نزدیک سے پکارنا صلحاء کا طریقہ ہے۔

(۱۲) انہیں ایصالِ ثواب کرنا نہایت مستحسن اور باعث حسنات و برکات ہے جسے ادب سے ہم نذر و نیاز کہتے ہیں خصوصاً گیارہویں شریف کی فاتحہ نہایت عظیم البرکت ہے۔

(۱۳) عرسِ اولیاءِ کرام یعنی قرآن خوانی ونعت خوانی وعظ اور فاتحہ خوانی نہایت عمدہ چیزیں ہیں البتہ منہیات شرعیہ ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ مقدسہ پر اور زیادہ مذموم۔

(۱۴) اولیاءِ کرام تقدیر تبدیل کر سکتے ہیں ہاں تقدیر مبرم مطلق نہ بدلتی ہے نہ وہ اس کے بدلنے کا اللہ تعالیٰ کو عرض کرتے ہیں۔

عقائد دربارِ ملائکہ کرام: (۱) فرشتے اجسام نوری ہیں، معصوم ہیں اور ہر طرح کے گناہ سے پاک ہیں۔ رب تعالیٰ نے مختلف خدمتیں ان کے سپرد کی ہیں جو شکل چاہیں اختیار کر لیں کبھی وہ انسان کی شکل میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔

(۲) کسی فرشتے کے حق میں ادنیٰ سی گستاخی بھی کفر ہے جاہل لوگ کسی دشمن کو دیکھ کر کہتے ہیں کہ عزرائیل یا موت کا فرشتہ آ گیا یہ قریب کفر ہے۔

(۳) فرشتوں کے وجود کا سرے سے انکار کرنا یا یہ کہنا کہ فرشتہ نیکی کی قوت کو کہتے ہیں ایسا کہنا کفر ہے۔

(۴) فرشتے اللہ کے ایمان دار مکرم بندے ہیں، اس کی نافرمانی کبھی نہیں کرتے اور جو اس کا حکم ہوتا ہے وہی کرتے ہیں، ہر قسم کے گناہ سے معصوم ہیں، ان کے جسم نورانی ہیں اور وہ نہ کچھ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں، ہر وقت اللہ تعالیٰ کی عبادت میں رہتے ہیں۔

(۵) وہ جداگانہ کاموں پر مقرر ہیں۔ بعض جنت پر، بعض دوزخ پر، بعض آدمیوں کے عمل لکھنے پر، بعض روزی پہنچانے پر، بعض پانی برسانے پر، بعض ماں کے پیٹ میں بچہ کی صورت بنانے پر، بعض آدمیوں کی حفاظت پر، بعض روح قبض کرنے پر، بعض قبر میں سوال کرنے، بعض عذاب پر، بعض رسول ﷺ کے دربار میں مسلمانوں کے درود و سلام پہنچانے پر، بعض انبیاء علیہم السلام کی وحی لانے پر۔

(۶) ملائکہ کو اللہ تعالیٰ نے بڑی قوت عطا فرمائی ہے وہ ایسے کام کر سکتے ہیں جسے لاکھوں آدمی مل کر بھی نہیں کر سکتے۔ ان میں چار فرشتے بہت فضیلت رکھتے ہیں حضرت جبرئیل، حضرت میکائیل، حضرت اسرافیل، حضرت عزرائیل علیہم السلام۔

(۷) رُسل فرشتے تمام اولیاء یہاں تک کہ جملہ صحابہ کرام مع صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے افضل ہیں ان کے سوا باقی تمام ملائکہ سے اولیاء کرام افضل ہیں۔

عقائد برزخ: یاد رہے کہ دنیا اور آخرت کے درمیان کے جہان کو برزخ کا جہان کہتے ہیں۔

(۱) مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسب مرتبہ مختلف مقاموں میں رہتی ہے۔ بعض کی قبر میں، بعض کی چاہ زمزم شریف میں، بعض کی آسمان و زمین کے درمیان، بعض کی پہلے آسمان پر، بعض کی دوسرے اور ساتویں آسمان تک، بعض کی آسمانوں سے بھی بلند اور بعض پاک روحیں زیر عرش قندیلوں اور بعض کی اعلیٰ علیین (جنت کے اونچے اونچے مکان) میں رہتی ہیں مگر کہیں ہوں روحوں کا تعلق اپنے جسموں کے ساتھ بھی ضرور قائم رہتا ہے جس طرح حیاتِ دنیاوی میں قائم تھا بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ بدن کی ہر راحت و لذت بھی روح کو پہنچتی ہے اس کے علاوہ روح کے لئے خاص اپنی راحت و غم کے الگ اسباب ہیں۔

(۲) کافروں کی خبیث روحیں اپنے مرگھٹ (ہندؤں کے مردے جلانے کی جگہ) یا قبر میں رہتی ہیں۔ بعض کی چاہ برہوت میں کہ یمن میں ایک نالہ ہے، بعض کی پہلی، دوسری، ساتویں زمین تک، بعض کی اس سے بھی نیچے سجین میں، وہ کہیں بھی ہوں جو ان کی قبر یا مرگھٹ پر گزرے، اسے دیکھتی، پہچانتی اور بات سنتی ہیں مگر کہیں آنے جانے کا اختیار نہیں کیونکہ وہ قید میں ہیں۔

(۳) یہ عقیدہ رکھنا کہ مرنے کے بعد روح کسی دوسرے آدمی یا جانور کے بدن میں چلی جاتی ہے ''تناسخ'' آواگون کہلاتا ہے جو قطعی بے بنیاد اور کفر ہے۔

(۴) عذابِ قبر بھی حق ہے اور قبر کی راحت بھی حق ہے۔ دونوں روح اور جسم پر ہیں جسم اگرچہ گل جائے، خاک ہو جائے مگر جسم کے اجزائے اصلیہ قیامت تک باقی رہیں گے وہ مورِدِ عذاب وثواب ہوں گے انہی پر روزِ قیامت ترکیب جسم فرمائی جائے گی۔ وہ ریڑھ کی ہڈی میں ایسے باریک اجزاء ہیں جنہیں ''عجب الذنب'' کہتے ہیں کہ نہ کسی خوردبین سے نظر آسکتے ہیں نہ آگ انہیں جلا سکتی ہیں اور نہ زمین انہیں گلا سکتی ہے وہ گویا تخم جسم (بدن کا بیج) ہیں لہٰذا قیامت کے روز روحوں کا واپس لوٹنا اسی جسم میں ہوگا۔

(۵) نبیوں، ولیوں، عالموں، حافظوں اور شہیدوں کو جو منصب محبت پر فائز رہے قرآن شریف پر عمل کرتے رہے اور درود شریف کا ورد کرتے رہے ان کے بدن کو مٹی نہیں کھا سکتی۔ اس کے برخلاف جو شخص انبیائے کرام کی شان میں یہ ناشائستہ کلمہ کفر کہے کہ ''مر کے مٹی میں مل گئے'' وہ گمراہ، مرتکب توہین اور خبیث ہے۔

(۶) موت یہی ہے کہ روح جسم سے جدا ہو جائے لیکن جدا ہو کر فنا نہیں ہو جاتی دفن کے بعد قبر مردے کو دباتی ہے جب دفن کرنے والے دفن کر کے واپس چلے جاتے ہیں تو مردہ ان کے جوتوں کی آواز سنتا ہے اس کے بعد فرشتے زمین چیرتے آتے ہیں ان کی صورتیں ڈراونی، آنکھیں نیلی، کالی اور ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہے وہ مردے کو اُٹھا کر بٹھاتے ہیں اور اس سے سوال کرتے ہیں (۱) تیرا رب کون ہے؟ (۲) تیرا دین کیا ہے؟ (۳) حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ تو ان کے حق میں کیا کہتا ہے؟ مسلمان جواب دیتا ہے میرا رب اللہ ہے میرا دین اسلام ہے یہ اللہ کے رسول ﷺ ہیں ''أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ''، فرشتے کہتے ہیں ہم جانتے تھے کہ تو یہی جواب دے گا پھر اس کی قبر فراخ اور روشن کر دی جاتی ہے۔ آسمان سے ایک منادی ندا کرتا ہے میرے بندے نے سچ کہا اس کے لئے جنتی فرش بچھاؤ، جنتی لباس پہناؤ، جنت کی طرف دروازے کھولو، دروازے کھول دیئے جاتے ہیں جن سے جنت کی ہوا اور خوشبو آتی رہتی ہے اور فرشتے اس سے کہتے ہیں کہ اب تو آرام کر۔

(۷) کافر ان سوالوں کا جواب نہیں دے سکتا اور ہر سوال کے جواب میں کہتا ہے کہ میں نہیں جانتا۔ آسمان سے ندا کرنے والا ندا کرتا ہے کہ یہ جھوٹا ہے اس کے لئے آگ کا بچھونا بچھاؤ، آگ کا لباس پہناؤ اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو۔ اس سے دوزخ کی گرمی اور لپٹ آتی ہے پھر اس پر فرشتے مقرر کر دیئے جاتے ہیں جو لوہے کے بڑے گرزوں سے

مارتے ہیں اور عذاب کرتے رہتے ہیں۔

(۸) قبر میں ہر مردے کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوتی ہے۔اہل ایمان آپ کو پہچان لیتے ہیں کافر ومنافق نہیں پہچان سکیں گے۔

(۹) حشر صرف روح کا نہیں بلکہ روح اور جسم دونوں کا ہوگا جو نہ مانے کافر ہے۔

(۱۰) دنیا میں جو روح جس جسم کے ساتھ متعلق تھی اس روح کا حشر اسی جسم میں ہوگا، روزِ محشر حساب ضرور ہوگا، حساب کا منکر کافر ہے البتہ تہجد پڑھنے والا بغیر حساب جنت میں جائیں گے، جنت دوزخ حق ہیں ان کا انکار کرنے والا کافر ہے، قبر میں فرشتوں کے سوالات اور مرنے کے بعد قیامت کے دن زندہ ہونا برحق ہے۔

(۱۱) عذابِ قبر کافروں اور بعض گنہگار مومنوں کو ہوگا۔

(۱۲) اللہ تعالیٰ اپنے فرمانبردار مومنوں کے لئے قبر میں نعمتیں نازل فرماتا ہے، حلال کو حرام کہنے والا اور حرام کو حلال کہنے والا کافر ہے۔ قیامت برحق ہے اور محشر میں بارگاہِ حق تعالیٰ میں اعمال کا حساب ہوتا ہے نیکی اور برائی والوں کو بدلہ ملتا ہے۔

مختلف عقائد و مسائل: چند ضروری عقائد ومسائل اہل سنت کے لئے یاد رکھنے ضروری ہیں۔

(۱) انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات برحق ہیں ان کا منکر کافر ہے اور اولیاءِ کرام علیہم الرحمۃ کی کرامات برحق ہیں۔

(۲) تمام انبیاء کے بعد حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین، حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین کی بالترتیب فضیلت ہے اور اسی ترتیب کے ساتھ ان کی خلافت بھی ہے۔

(۳) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا آسمان سے اترنا برحق ہے۔

(۴) فرائض کا انکار کرنا والا کافر ہے۔

(۵) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے۔

(۶) میلاد شریف کی محفل منعقد کرنا اور قیام وسلام کرنا جائز ہے۔

(۷) عبدالنبی، عبدالمصطفیٰ، عبدالرسول اور عبدالعلی نام رکھنا جائز ہے۔

(۸) حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے نامِ نامی اسمِ گرامی سن کر دونوں انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا مستحب ہے۔

(۹) اولیاء اللہ کے ہاتھ پاؤں چومنا، ان کے تبرکات کو بوسہ دینا اور ان کی تعظیم کرنا مستحب ہے۔

انبیاء کے مراتب میں فرق ہے۔ بعض کے رتبہ بعض سے اعلیٰ ہیں۔ سب سے بڑا رتبہ ہمارے آقا و مولا حضور سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کا ہے۔ حضور خاتم النبیین ہیں، اللہ تعالیٰ نے نبوت کا سلسلہ حضور اکرم ﷺ پر ختم فرمادیا حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں اور آپ کے بعد کسی کو نبوت نہیں مل سکتی۔ جو شخص حضور ﷺ کے بعد کسی کو نبوت ملنا جائز سمجھے وہ کافر ہوجاتا ہے۔ تمام انبیاء کو جو کمالات جدا جدا عنایت ہوئے وہ سب اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی ذات عالی میں جمع فرمادیئے اور حضور ﷺ کے خاص کمالات بہت زائد ہیں حضور ﷺ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہیں، خدا کی راہ انبیاء ہی کے ذریعہ سے ملتی ہے اور انسان کی نجات کا دارومدار انہیں کی فرمانبرداری میں ہے۔

معجزہ: وہ عجیب و غریب کام جو عادتاً ناممکن ہو، جیسے مردوں کو زندہ کرنا، اشارہ سے چاند کو دو ٹکڑے کردینا، انگلیوں سے چشمے جاری کرنا، ایسی باتیں اگر نبوت کا دعویٰ کرنے والے سے اس کی تائید میں ظاہر ہوں ان کو معجزہ کہتے ہیں۔ معجزات انبیاء سے بہت ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور یہ ان کی نبوت کی دلیل ہیں۔ معجزات کی وجہ سے آدمی کا دل نبی کی سچائی کا یقین کرلیتا ہے کہ جس کے ہاتھ سے قدرت کی ایسی نشانیاں ظاہر ہوتی ہیں اور جن کے مقابل سب لوگ عاجز و حیران ہیں ضرور وہ خدا کا بھیجا ہوا ہے۔ چاہے ضدی دشمن نہ مانے مگر دل یقین کرہی لیتا ہے اور عقل والے ایمان لے آتے ہیں۔ کوئی جھوٹا نبوت کا دعویٰ کرکے ہرگز معجزہ نہیں دکھا سکتا قدرت اس کی تائید نہیں فرماتی۔ ہمارے حضور سید الانبیاء ﷺ کے معجزات بہت ہیں سب سے زیادہ مشہور معراج شریف کا معجزہ ہے حضور رات کے تھوڑے حصہ میں مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تشریف لے گئے وہاں انبیاء علیہم السلام کی امامت فرمائی۔ بیت المقدس سے آسمانوں پر تشریف لے گئے اللہ تعالیٰ کے قرب کا وہ مرتبہ پایا کہ کبھی کسی انسان یا فرشتے نبی یا رسول نے نہیں پایا تھا خداوند عالم کا جمالِ پاک اپنی مبارک آنکھوں سے دیکھا، کلامِ الٰہی سنا، آسمان و زمین کے تمام ملک ملاحظہ فرمائے، جنتوں کی سیر کی، دوزخ کا معائنہ فرمایا، مکہ معظّمہ سے بیت المقدس تک راہ میں جو قافلے ملے تھے صبح کو ان کے حالات بیان فرمائے۔

﴿عقائد و مسائل مدلل﴾

غیب: اللہ تعالیٰ نے انبیاء و اولیاء کو بہت علومِ غیبیہ بالخصوص ہمارے نبی پاک ﷺ کو علوم کُلی سے نوازا ہے۔ قرآن و احادیث میں اس کے کافی ثبوت موجود ہیں۔

قرآن: عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا o اِلَّا مَنِ ارْتَضٰی مِنْ رَّسُوْلٍ ۔ (پارہ۲۹، سورۃ الجن، آیت ۲۶،۲۷)

ترجمہ: غیب کا جاننے والا تو اپنے غیب پر کسی کو مسلط نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسولوں کے۔

وَ عَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُؕ وَ كَانَ فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا۝ (پارہ۵،سورۃالنساء،آیت۱۱۳)

ترجمہ: اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے اور اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔

احادیث شریف: (۱) حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ''قَامَ فِينَا النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا فَأَخْبَرَنَا عَنْ بَدْءِ الْخَلْقِ حَتَّى دَخَلَ أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنَازِلَهُمْ وَأَهْلُ النَّارِ مَنَازِلَهُمْ حَفِظَ ذَلِكَ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔''

(صحيح البخارى، كتاب بدء الخلق، باب ما جاء فى قول اللّٰه تعالى '' وهو الذى يبدأ الخلق ثم يعيده وهو أهون عليه ''، الجزء١٠، الصفحة٤٦٤، الحديث٢٩٥٣)

یعنی ہمارے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم میں کھڑے ہو کر مخلوق کی ابتداء سے لے کر جنتیوں اور دوزخیوں کے اپنی اپنی منزلوں میں داخل ہونے تک کی ہم کو خبر دی یاد رکھا اس کو جس نے یاد رکھا اور بھلا دیا جس نے بھلا دیا۔

(۲) حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَقَامًا مَا تَرَكَ شَيْئًا يَكُونُ فِي مَقَامِهِ ذَلِكَ إِلَى قِيَامِ السَّاعَةِ إِلَّا حَدَّثَ بِهِ حَفِظَهُ مَنْ حَفِظَهُ وَنَسِيَهُ مَنْ نَسِيَهُ۔

(صحيح مسلم، كتاب الفتن و أشراط الساعة، باب إخبار النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، الجزء١٤، الصفحة٧٢، الحديث٥١٤٧)

یعنی ہم میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھڑے ہو کر اس مقام پر ہی آپ نے قیامت تک ہونے والی کسی چیز کو نہیں چھوڑا مگر اسے بیان فرمایا تو اس کو جس شخص نے یاد رکھا یاد رکھا اور جس نے بھلا دیا بھلا دیا۔

(۳) حضرت ابوزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے، ''صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْفَجْرَ وَصَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتْ الظُّهْرُ فَنَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى حَضَرَتْ الْعَصْرُ ثُمَّ نَزَلَ فَصَلَّى ثُمَّ صَعِدَ الْمِنْبَرَ فَخَطَبَنَا حَتَّى غَرَبَتْ الشَّمْسُ فَأَخْبَرَنَا بِمَا كَانَ وَبِمَا هُوَ كَائِنٌ فَأَعْلَمُنَا أَحْفَظُنَا۔''

(صحيح مسلم، كتاب الفتن و أشراط الساعة، باب إخبار النبى صلى اللّٰه عليه وسلم، الجزء١٤، الصفحة٧٤، الحديث٥١٤٩)

یعنی رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی اور منبر پر تشریف فرما ہو کر خطبہ دیا یہاں تک کہ وقت ظہر ہو گیا تھا پھر منبر

سے اتر کر آپ نے نمازِ ظہر پڑھائی پھر منبر پر جلوہ افروز ہوکر ہمیں خطبہ ارشاد فرمایا یہاں تک کہ وقت عصر ہوگیا پھر اتر کر نمازِ عصر پڑھائی پھر منبر پر تشریف فرما ہوکر خطبہ دیا یہاں تک کہ آفتابِ غروب ہوگیا تو رسول پاک ﷺ نے جو کچھ ہوگیا تھا اور جو کچھ ہونے والا تھا سب کی خبر دی۔

مختارِ کُل: اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے انبیاءِ عظام واولیاءِ کرام کو بہت سے اختیارات سے نوازا ہے بالخصوص ہمارے نبی پاک ﷺ کو مختارِ کُل بنایا ہے۔

قرآن: وَ مَا نَقَمُوْۤا اِلَّاۤ اَنْ اَغْنٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُه مِنْ فَضْلِهٖ۔ (پارہ۱۰،سورۂ توبہ،آیت نمبر۷۴)

ترجمہ: اورانہیں کیا ہی بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ ورسول نے انہیں اپنے فضل سے غنی کردیا۔

وَ لَوْ اَنَّهُمْ رَضُوْا مَاۤ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ سَیُؤْتِیْنَا اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَ رَسُوْلُهٗۤ اِنَّاۤ اِلَى اللّٰهِ رٰغِبُوْنَ۔ (پارہ۱۰،سورۂ توبہ،آیت نمبر۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ ورسول نے ان کو دیا اور کہتے ہمیں اللہ کافی ہے اب دیتا ہے ہمیں اللہ اپنے فضل سے اور اللہ کا رسول ہمیں اللہ کی طرف رغبت ہے۔

حدیث: نبی پاک ﷺ نے فرمایا: مَا يَنْقِمُ ابْنُ جَمِيلٍ إِلَّا أَنَّهُ كَانَ فَقِيرًا فَأَغْنَاهُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ

(صحیح البخاری، کتاب الزکاۃ،باب ما قول اللّٰہ تعالی "وفی الرقاب والغارمین وفی سبیل اللّٰہ"، الجزء٥،الصفحة٣١٦،الحدیث١٣٧٥)

یعنی ابن جمیل کو یہی ناگوار ہوا کہ وہ فقیر تھا اللہ اور اس کے رسول نے اس کو غنی کردیا۔

سرورِ کون ومکاں، نبی غیب داں حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا: مَنْ اسْتَعْمَلْنَاهُ عَلَى عَمَلٍ فَرَزَقْنَاهُ رِزْقًا

(سنن أبی داود، کتاب الخراج والإمارة والفیء ،باب فی أرزاق العمال، الجزء٨، الصفحة١٦٩،الحدیث٢٥٥٤)

یعنی جسے ہم نے کسی کام پر مقرر فرمایا پس ہم نے اسے رزق دیا۔

قرآن: فَلَا وَ رَبِّكَ لَا یُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى یُحَكِّمُوْكَ فِیْمَا شَجَرَ بَیْنَهُمْ ۔ (پارہ۵،سورۂ نساء،آیت ٦٥)

تو اے محبوب تمہارے رب کی قسم وہ مسلمان نہ ہوں گے جب تک اپنے آپس کے جھگڑے میں تمہیں حاکم نہ بنائیں۔

قَاتِلُوا الَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ لَا بِالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَ لَا یُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ ۔ (پارہ۱۰،سورۂ توبہ،آیت ۲۹)

ترجمہ: لڑو ان سے جو ایمان نہیں لاتے اللہ پر اور قیامت پر اور حرام نہیں مانتے اس چیز کو جس کو حرام کیا اللہ اور اس کے رسول نے۔

احادیث مبارکہ: سیدالکائنات، رحمت عالم ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ مدینہ طیبہ کے یہود کے پاس تشریف لے گئے تو ان کو دعوتِ اسلام دیتے ہوئے فرمایا: يَا مَعْشَرَ يَهُودَ أَسْلِمُوا تَسْلَمُوا الخ فَقَالَ اعْلَمُوا أَنَّمَا الْأَرْضُ لِلّٰهِ وَرَسُولِهِ وَأَنِّي أُرِيدُ أَنْ أُجْلِيَكُمْ مِنْ هَذِهِ الْأَرْضِ فَمَنْ وَجَدَ مِنكُمْ بِمَالِهِ شَيْئًا فَلْيَبِعْهُ

(صحيح البخارى، كتاب الاعتصام بالكتاب والسنة، باب ما قول الله تعالى "وكان الإنسان أكثر شيء جدلا"، الجزء ٢٢، الصفحة ٣٢٩، الحديث ٦٨٠٢)

(صحيح مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب إجلاء اليهود من الحجاز، الجزء ٩، الصفحة ٢١٨، الحديث ٣٣١١)

یعنی اے یہودیوں کے گروہ اسلام لاؤ سلامت رہو گے جان لو کہ تحقیق زمین کے مالک اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ہیں اور بے شک میں تم کو اس زمین سے جلاوطن کرتا ہوں جو شخص تم سے اپنے مال سے کوئی پائے تو وہ اس کو بیچ ڈالے۔

سرورِ عالم ﷺ کا فرمان ہے: وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ

(صحيح البخارى، كتاب الجنائز، باب الصلاة على الشهيد، الجزء ٥، الصفحة ١٢٤، الحديث ١٢٥٨)

یعنی بے شک میں تمام زمین کے خزانوں کی چابیاں دیا گیا ہوں۔

أُتِيتُ بِمَفَاتِيحِ خَزَائِنِ الْأَرْضِ فَوُضِعَتْ فِي يَدِي

(صحيح البخارى، كتاب الجهاد والسير، باب قول النبي صلى الله عليه وسلم نصرت بالرعب مسيرة، الجزء ١٠، الصفحة ١٤٥، الحديث ٢٧٥٥)

یعنی مجھے زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں دی گئی ہیں پھر میرے ہاتھ میں رکھی گئی ہیں۔

اقوال: من زعم ان النبى ﷺ كاحاد الناس لا يملك شيئا اصلا ولا تصح به لا ظاهر اولا باطنا فهو كافر خاسر الدنيا والاخرة۔ (تفسير صاوى، صفحه ١٧٨)

جس شخص نے گمان کیا کہ نبی پاک ﷺ دوسرے لوگوں کی طرح کسی چیز کے بالکل مالک نہیں ہیں اور نہ آپ (ﷺ) کے ساتھ ظاہری اور باطنی نفع ہے تو وہ کافر ہے دنیا و آخرت میں خسارے والا ہے۔

نبی کریم ﷺ مشکل کشا باذن اللّٰہ: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا۝ (پارہ ۵، سورۂ نساء، آیت ۶۴)

ترجمہ: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی

چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔

اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِ ۔ (پارہ۲۲،سورۃالاحزاب،آیت۳۷)

ترجمہ: جسے اللہ نے نعمت دی اور تم نے اسے نعمت دی۔

عقیدۂ صحابی: عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ اپنے غلام کو مار رہے تھے تو وہ "أَعُوذُ بِاللَّهِ" کہتا تھا یعنی میں اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ راوی نے کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس کو مارتے رہے تو غلام نے کہا "أَعُوذُ بِرَسُولِ اللَّهِ" یعنی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پناہ مانگتا ہوں تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کو چھوڑ دیا۔

(صحیح مسلم، کتاب الأیمان، باب صحبة المماليك و كفارة من لطم عبده، الجزء٨، الصفحة٤٧٥، الحديث٣١٣٧)

{يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا} وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّينَ الخ يَعْفُو وَيَغْفِرُ

(صحيح البخارى، كتاب البيوع، باب كراهية السخب فى السوق، الجزء٧، الصفحة٣٢١، الحديث١٩٨١)

یعنی اے نبی! بے شک ہم نے آپ کو بھیجا گواہ اور خوشخبری دینے والا اور ڈر سنانے والا اور ان پڑھوں کے لئے پناہ، معاف فرماتا ہے اور بخش دیتا ہے۔

قرآن و حدیث سے ثابت ہوا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسلمانوں کے لئے جائے پناہ اور مشکل کشا ہیں۔

حاظر وناظر: اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَ اَزْوَاجُهٗۤ اُمَّهٰتُهُمْ ط۔ (پارہ۲۱،سورۃالاحزاب،آیت۶)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا ان کی جان سے زیادہ مالک ہے اور اس کی بیبیاں ان کی مائیں ہیں۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ۝

(پارہ۲۲،سورۃالاحزاب،آیت۴۵،۴۶)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب۔

لغوی تحقیق: شاہد کا ترجمہ حاظر ناظر بہترین ترجمہ ہے۔ مفرداتِ راغب جو کہ عربی لغت کی مشہور کتاب ہے

اس میں ہے، ”الشهد و الشهادة الحضور مع المشاهدة اما بالبصر او بالبصير ۔“

یعنی شہود اور شہادۃ کا معنی حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ۔

احادیث مبارکہ: رسول پاک ﷺ کا ارشادِ مبارک ہے، ”مَنْ رَآنِی فِی الْمَنَامِ فَسَیَرَانِی فِی الْیَقْظَةِ“

(صحیح البخاری، کتاب التعبیر، باب من رأی النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی المنام، الجزء ۲۱، الصفحۃ ۳۴۹، الحدیث ۶۴۷۸)

(سنن أبی داود، کتاب الأدب، باب ما جاء فی الرؤیا، الجزء ۱۳، الصفحۃ ۲۱۱، الحدیث ۴۳۶۹)

یعنی جس نے مجھے خواب میں دیکھا عنقریب وہ مجھے حالت بیداری میں دیکھے گا۔

سرورِ عالم ﷺ نے دوسرے مقام پر یہ بھی فرمایا ہے، ”أَنَا أَوْلَی بِکُلِّ مُؤْمِنٍ مِنْ نَفْسِهِ مَنْ تَرَکَ دَیْنًا فَعَلَیَّ“

(سنن النسائی، کتاب الجنائز، باب الصلاۃ علی من علیہ دین، الجزء ۷، الصفحۃ ۵۳، الحدیث ۱۹۳۶)

یعنی میں ہر مومن کے ساتھ اس کی جان سے بھی زیادہ قریب ہوں۔

قرآن وحدیث سے واضح ہوگیا کہ نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

استمداد از انبیاء: فَإِنَّ اللّٰهَ هُوَ مَوْلٰهُ وَ جِبْرِیْلُ وَ صَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ الْمَلٰٓئِكَةُ بَعْدَ ذٰلِكَ ظَهِیْرٌ۔

(پارہ ۲۸، سورۃ التحریم، آیت نمبر ۴)

ترجمہ: تو بیشک اللہ ان کا مددگار ہے اور جبریل اور نیک ایمان والے اور اس کے بعد فرشتے مدد پر ہیں۔

إِنَّمَا وَلِیُّكُمُ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا الَّذِیْنَ یُقِیْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ یُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ هُمْ رٰكِعُوْنَ ○

(پارہ ۶، سورۃ المائدہ، آیت ۵۵)

ترجمہ: تمہارے دوست نہیں مگر اللہ اور اس کا رسول اور ایمان والے کہ نماز قائم کرتے ہیں اور زکوۃ دیتے ہیں اور اللہ کے حضور جھکے ہوئے ہیں۔

احادیث مبارکہ: (۱) سرورِ عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم ﷺ نے فرمایا ہے ملک شام میں چالیس مرد ابدال ہوں گے جب ایک انتقال کر جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی جگہ ابدال مقرر فرما دے گا۔

یُسْقَی بِهِمُ الْغَیْثُ وَیُنْتَصَرُ بِهِمْ عَلَی الْأَعْدَاءِ وَیُصْرَفُ عَنْ أَهْلِ الشَّامِ بِهِمُ الْعَذَابُ

(مسند أحمد، مسند العشرۃ المبشرین بالجنۃ، ومن مسند علی بن أبی طالب رضی اللہ عنہ، الجزء ۲، الصفحۃ ۳۶۰، الحدیث ۸۵۴)

یعنی ان کی وجہ سے بارش ہوتی ہے، دشمنوں پر فتح حاصل ہوتی ہے، اہل شام سے عذاب دفع ہو جاتا ہے۔

(۲) سرورِکائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: وَإِنْ أَرَادَ عَوْنًا فَلْيَقُلْ :يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِی،يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِی، يَا عِبَادَ اللَّهِ أَعِينُونِی

(مرقاة المفاتيح شرح مشكاة المصابيح، كتاب أسماء الله تعالى،باب الدعوات فی الأوقات،الجزء٤،الصفحة١٦٩٣،دارالفكر)

یعنی جب مدد طلب کرنے کا ارادہ ہو تو کہو اے اللہ کے بندو! میری مدد فرماؤ، اے اللہ کے بندو! میری مدد فرماؤ، اے اللہ کے بندو! میری مدد فرماؤ۔

فائدہ: اس حدیث شریف کی روشنی میں یارسول اللہ، یاصدیق، یاعمر، یاعثمان، یاعلی، یاحسن، یاحسین، یاغوث، یافرید، یامعین کہنا بالکل درست ہے بلکہ ارشادِ نبوی کی تکمیل ہے۔

(۳) نبی مختار، حبیبِ کردگار، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''فَإِذَا صَلَّيْتُ الظُّهْرَ فَقُومُوا فَقُولُوا إِنَّا نَسْتَعِينُ بِرَسُولِ اللَّهِ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ أَوْ الْمُسْلِمِينَ فِی نِسَائِنَا وَأَبْنَائِنَا''

(سنن النسائی، كتاب الهبة ،باب هبة المشاع، الجزء١١ ، الصفحة٤٦٩ ،الحديث٣٦٢٨)

یعنی جب ظہر کی نماز پڑھ لو تو کھڑے ہو کر یوں کہنا ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مدد چاہتے ہیں مومنین پر اپنی عورتوں اور بچوں کے بارے میں۔

(۴) خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، ''قَالَ اللَّهُ وَرَسُولُهُ مَوْلَى مَنْ لَا مَوْلَى لَهُ''

(سنن الترمذی، كتاب الفرائض،باب ما جاء فی ميراث الخال،الجزء٧، الصفحة٤٥٧، الحديث٢٠٢٩)

یعنی اللہ اور اس کا رسول اس کے مولیٰ اور نگہبان ہیں جس کا کوئی مولیٰ اور نگہبان نہ ہو۔

بے مثل بشریت: لَا تَجْعَلُوْا دُعَآءَ الرَّسُوْلِ بَيْنَكُمْ كَدُعَآءِ بَعْضِكُمْ بَعْضًا ط (پارہ۱۸، سورۃ النور، آیت ۶۳)

ترجمہ: رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرالو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

فائدہ: جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک دوسرے کی طرح پکارنے سے اللہ کریم نے ممانعت فرمادی ہے تو ایک دوسرے کی مثل سمجھنا کیسے جائز ہوگا؟

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواجِ مطہرات کو ساری کائنات کی عورتوں سے بے مثل قرار دیا ہے۔

يٰنِسَآءَ النَّبِيِّ لَسْتُنَّ كَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ۔ (پارہ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۳۲)

ترجمہ: اے نبی کی بیبیوں تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو۔

جس رسولِ معظم ﷺ کے نکاح میں آجانے کی وجہ سے ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہ ساری دنیا کی عورتوں سے بے مثل ہو جائیں تو وہ رسول مکرم ﷺ خود ساری مخلوق میں بے مثل کیوں نہ ہوں گے؟ یقیناً ہیں سرورِکون ومکاں، سیاحِ لامکاں، محمد مصطفیٰ ﷺ نے خود اپنے صحابہ کرام علیہم الرضوان کو فرمایا: أَ يُّكُمْ مِثْلِيْ

(صحيح البخارى، كتاب الحدود، باب كم التعزير و الأدب، الجزء ٢١، الصفحة ١٣٥، الحديث ٦٣٤٥)

یعنی تم میں میری مثل کون ہے؟

لَسْتُ كَأَحَدٍ مِنْكُمْ

(صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب الوصال ومن قال ليس فى الليل صيام، الجزء ٧،
الصفحة ٦٦، الحديث ١٨٢٥)

یعنی میں تمہارے کسی آدمی کی مانند نہیں۔

إِنِّى لَسْتُ مِثْلَكُمْ

(صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب الوصال ومن قال ليس فى الليل صيام، الجزء ٧،
الصفحة ٦٧، الحديث ١٨٢٦)

یعنی میں تمہاری مثل یا مانند نہیں ہوں۔

إِنِّى لَسْتُ كَهَيْئَتِكُمْ

(صحيح البخارى، كتاب الصوم، باب الوصال ومن قال ليس فى الليل صيام، الجزء ٧،
الصفحة ٦٧، الحديث ١٨٢٧)

یعنی میں تمہاری صورت وشکل و ہیئت کی مانند نہیں ہوں۔

قرآنی آیاتِ طیبات اور احادیث شریفہ کی روشنی میں معلوم ہوا کہ سرورِ کائنات، احمد مجتبیٰ، محمد مصطفیٰ ﷺ کی بشریت ساری کائنات میں بے مثل بشریت ہے۔

سوال: اہلِ سنت وجماعت نبی پاک ﷺ کو نور بھی مانتے ہیں اور بشر بھی کیا یہ کبھی ہوسکتا ہے کہ ایک ہی شخصیت نور بھی ہو اور بشر بھی ہو؟

جواب: ملائکہ کرام کے بارے میں سب کا اتفاق ہے کہ وہ مجسم نور ہیں لیکن قرآن واحادیث سے ان کا بشری لباس

میں ہونا ثابت ہے جیسا کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کا بشری حالت میں وحی لے کر حاضر ہونا ثابت ہے اور جبریل امین دحیہ کلبی صحابی کی شکل میں حاضر ہوتے تھے تو ان دین کے مہذب ڈاکوؤں سے کوئی پوچھے کہ جبریل امین فرشتہ ہے نوری ہے۔ جب وہ بارگاہِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم میں بشری لباس میں حاضر ہوتا تھا تو دحیہ کلبی کی شکل میں حاضر ہوتا تھا یا حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشر بن کر آیا تھا تو کیا وہ اس وقت نور تھا یا کہ نہیں اس کی نورانیت کا انکار اس حالت میں کوئی کر سکتا ہے؟ بالکل نہیں جب جبریل بشر بن کر آئے تو اس کو نور بھی اور بشر دونوں تسلیم کرتے ہوئے آپ کو گراں نہیں گزرتا حالانکہ جبریل پیارے مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا امتی بھی ہے، غلام اور خادم بھی ہے تو اس خادم کو تو نور اور بشر دونوں تسلیم کروا اور اس کے آقا بلکہ کائنات کے آقا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (جن کا کلمہ بھی پڑھتے ہو) کو نور اور بے مثل بشر مانتے ہوئے کون سی چیز مانع ہے؟ بغض اور کینہ ہے تو محبوب صلی اللہ علیہ وسلم سے۔

نور من اللّٰہ نور: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قَدْ جَآءَكُمْ مِّنَ اللّٰهِ نُوْرٌ وَّ كِتٰبٌ مُّبِيْنٌ ٥ (پارہ ٦، سورۃ المائدہ، آیت ١٥)

ترجمہ: بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا اور روشن کتاب۔

يٰٓاَيُّهَا النَّبِيُّ اِنَّآ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ٥ وَّ دَاعِيًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِيْرًا ٥

(پارہ ٢٢، سورۃ الاحزاب، آیت ٤٥، ٤٦)

فائدہ: اللہ تعالیٰ نے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نور اور چمکا دینے والا آفتاب فرمایا ہے جس سے سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی نورانیت واضح ہے۔

احادیث مبارکہ: حضور اکرم، نورِ مجسم، حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے، اول ما خلق اللّٰہ نوری

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی وہ میرا نور تھا۔

حدیث مذکورہ وتفاسیر وکتب احادیث میں موجود ہیں۔ نمونہ کی چند مثالیں حاضر ہیں،

تفسیر نیشاپوری، جلد٨، صفحہ ٥٥، تفسیر عرائس البیان، جلد ١، صفحہ ٢٣٨، تفسیر روح البیان، جلد١، صفحہ ٥٤٨، تفسیر حسینی، صفحہ ١٤٠، زرقانی شریف، جلد١، صفحہ ٣٧، مدارجِ النبوۃ، جلد٢، صفحہ٢، جواھر البحار، مطالع المسرات، صفحہ ٧٢، عطر الوردہ، صفحہ ٢٤، یك روزہ، صفحہ ١١، اخبار اھل حدیث امرتسر، صفحہ ٦، ١٦ اپریل۔

یا جابر إن اللّٰہ تعالی قد خلق قبل الأشیاء نور نبیك من نورہ

(مواھب اللدنیہ، جلد١، صفحہ ٩، زرقانی شریف، جلد١، صفحہ٤٦، سیرت حلبیہ، جلد١، صفحہ ٣٧، مطالعہ المسرات، صفحہ ٢٢٠، نشر الطیب، صفحہ ٥، ٦، فتاویٰ حدیثیہ، صفحہ ٥١)

یعنی اے جابر! اللہ تعالیٰ نے بیشک سب اشیاء سے پہلے تیرے نبی کا نور اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

حیات النبی: وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ يُّقْتَلُ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْيَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ٥

(پارہ۲،سورۃالبقرہ،آیت۱۵۴)

ترجمہ: اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ فَنَبِيُّ اللَّهِ حَيٌّ يُرْزَقُ“

(سنن ابن ماجه، كتاب ماجاء فى الجنائز، باب ذكر وفاته ودفنه صلى الله عليه وسلم، الجزء٥، الصفحة ١٣٠، الحديث ١٦٢٧)

یعنی بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام کیا ہے اللہ تعالیٰ کا نبی زندہ ہے رزق دیا جاتا ہے۔

قرآنِ کریم اور حدیث مصطفوی سے اظهر من الشمس ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب نبی زندہ ہیں۔

وسیلہ: يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ ابْتَغُوْۤا اِلَيْهِ الْوَسِيْلَةَ وَ جَاهِدُوْا فِيْ سَبِيْلِهٖ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ٥

(پارہ٦،سورۃالمائدہ،آیت۳۵)

ترجمہ: اے ایمان والو اللہ سے ڈرو اور اس کی طرف وسیلہ ڈھونڈو اور اس کی راہ میں جہاد کرو اس امید پر کہ فلاح پاؤ۔

وَ كَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَآءَهُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ؗ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ ٥ (پارہ۱،سورۃالبقرہ،آیت۸۹)

ترجمہ: اور اس سے پہلے اس نبی کے وسیلہ سے کافروں پر فتح مانگتے تھے تو جب تشریف لایا ان کے پاس وہ جانا پہچانا اس سے منکر ہو بیٹھے تو اللہ کی لعنت منکروں پر۔

احادیث شریفہ: سید المفسرین حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں کہ کفار یہودی فتح حاصل کرنے کے لئے دعایوں کرتے تھے، ”اَللّٰهُمَّ إِنَا نَسْتَنْصِرُكَ بحق النبی الأمی إلَّا نصرتنا عليهم۔“

(تفسیر الدرالمنثور، سورة البقرة ، آیت ٨٩، الجزء١، الصفحة ١٦٠)

یعنی اے اللہ! ہم تجھ سے نبی امی (صلی اللہ علیہ وسلم) کے وسیلہ سے دعا کرتے ہیں کہ تو ہم کو ان مشرکین پر فتح دے کر مدد فرما۔

طبرانی شریف اور دیگر مستند کتب میں روایت درج ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش سرزد ہوئی تو انہوں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے اس طرح دعا کی، ”یا رب أسألك بحق محمد لما

غفرت لی"

یعنی اے میرے پروردگار! محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے مجھے معاف فرما۔

(طبرانی شریف،جلد۲،صفحہ۸۲،۸۳،خصائص کبریٰ،جلد۱،صفحہ۱۷،کتاب الوفاء باحوال المصطفیٰ،جلد۱،صفحہ۳۳،مستدرک،جلد۲،صفحہ۶۱۵، ابن عساکر،جلد۲،صفحہ۳۵۷، شواھد الحق،صفحہ۱۳۷، زرقانی شریف،جلد۱،صفحہ۶۲، مواھب اللدنیہ،جلد۱،صفحہ۱۲، تفسیرِعزیزی،صفحہ۱۸۳،افضل الصلوات،صفحہ۱۱۷،ابنِ ماجہ،صفحہ۱۱۹)

فائدہ: ہم نے اس حدیث کے حوالہ جات بکثرت اس لئے لکھے ہیں تاکہ منکر کو انکار کی گنجائش نہ ہو۔

حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لئے جب دعا فرمائی تو اس طرح فرمائی، "الھی اسئلك ان تنصرنی علیھم بنور محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔"

(رسالہ السنتین فی الرد علی المبتدین الوھابیین، صفحہ ۲۴، مطبوعہ مصر)

سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت کا واقعہ ہے جو کہ سرکارِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود ایک نابینا کو بارگاہِ الٰہی میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے دعا مانگنے کا طریقہ بتایا تھا وہ طریقہ اور دعا یہ ہے، "اَللّٰھُمَّ إِنِّی أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ، يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي فَتَقْضِي لِي حَاجَتِي وَتُذَكُرُ حَاجَتَكَ۔"

(المعجم الکبیر للطبرانی،باب العین،عثمان بن حنیف الأنصاری من أخبارہ،الجزء۹، الصفحۃ۳۰،الحدیث۸۳۲۷،مکتبۃ العلوم والحکم،الموصل)

یعنی اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں اپنے پیارے نبی محمد، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم کے وسیلہ سے۔اے اللہ تعالیٰ کے نبی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں آپ کے وسیلہ سے اپنے رب کی بارگاہ میں اپنی یہ حاجت پیش کرتا ہوں تاکہ پوری ہو اے اللہ! تو اپنے نبی کی سفارش کو میرے حق میں قبول فرما۔

فائدہ: قرآن وسنت کی روشنی میں معلوم ہوا کہ وسیلہ جائز ہے۔

بے سایہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم: حضرت ذکوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ إن ظله صلى الله عليه وسلم كان لا يقع على الأرض وإنه كان نورا وكان إذا مشى فى الشمس أو القمر لا يظهر له ظل.

(سبل الھدی والرشاد،الجزء۲،الصفحۃ۹۰)

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا سایہ سورج اور چاند کی روشنی میں نہ تھا۔ابن سبع نے کہا ہے کہ آپ جب سورج یا چاند میں چلتے تو

آپ کا سایہ مبارک زمین پر ظاہر نہ ہوتا تھا کیونکہ آپ نور تھے۔

خصائص کبری، جلد ۱ ، صفحہ ۲ ، مواھب اللدنیہ شریف ، زرقانی شریف و تفسیر مدارك سورۂ نور، جلد۳، صفحہ ۱۳۵ میں سیدنا عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بھی بیان ہے کہ نبی پاک ﷺ کے جسم اطہر کا سایہ نہ تھا۔

احادیث سے بیس رکعت تراویح کا ثبوت: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے، ''أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ يُصَلِّي فِي رَمَضَانَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَالْوِتْرَ''

(المصنف ابن أبی شیبة، کتاب الصلاة، باب کم یصلی فی رمضان من رکعة، الجزء۲، الصفحة ١٦٤، الحدیث ٧٦٩٢، مکتبة الرشد، الریاض) (کتاب الوفاء جلد۲، صفحہ ٥٠٨)

یعنی رسول اللہ ﷺ رمضان شریف میں ہمیشہ بیس رکعت نماز اور وتر پڑھتے تھے۔

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ : كَانُوا يَقُومُونَ عَلَى عَهْدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ بِعِشْرِينَ رَكْعَةً

(السنن الکبریٰ للبیهقی، کتاب الصلاة، باب ما روی فی عدد رکعات القیام فی شهر رمضان، جلد ۲ صفحه ٤٩٦، حدیث ٤٨٠١، مجلس دائرة المعارف النظامیة الکائنة فی الهند ببلدة حیدر آباد)

یعنی حضرت سائب بن یزید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے میں رمضان شریف کے مہینے میں بیس رکعت پڑھتے تھے۔

وَأَكْثَرُ أَهْلِ الْعِلْمِ عَلَى مَا رُوِيَ عَنْ عُمَرَ وَعَلِيٍّ وَغَيْرِهِمَا مِنْ أَصْحَابِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عِشْرِينَ رَكْعَةً وَهُوَ قَوْلُ الثَّوْرِيِّ وَابْنِ الْمُبَارَكِ وَالشَّافِعِيِّ و قَالَ الشَّافِعِيُّ وَهَكَذَا أَدْرَكْتُ بِبَلَدِنَا بِمَكَّةَ يُصَلُّونَ عِشْرِينَ رَكْعَةً

(سنن الترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی قیام شهر رمضان، الجزء۳، الصفحة ٢٩٩، الحدیث ٧٣٤)

یعنی اور اکثر اہل علم اس پر عامل ہیں جو حضرت علی المرتضیٰ اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما اور ان کے علاوہ نبی پاک ﷺ کے اصحاب سے بیس رکعات روایت کی گئی ہیں اور یہی سفیان ثوری، ابن مبارک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہم کا قول ہے اور امام شافعی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے فرمایا ہے کہ اپنے شہروں میں مکہ معظّمہ میں میں نے پایا کہ وہ بیس رکعتیں پڑھتے تھے۔

مزید تفصیل و تحقیق فقیر کی کتاب ''بیس تراویح سنت'' میں پڑھئے۔

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم پر خوشی منانا: قرآنِ پاک میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَ بِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا ؕ۔ (پارہ ۱۱، سورۂ یونس، آیت ۵۸)

ترجمہ: تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں۔

اور یقیناً سرورِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سب سے بڑی رحمت ہے لہٰذا اس کی خوشی بھی زیادہ منانا چاہیے۔

انگوٹھے چومنا: اذان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر انگوٹھے چومنا مستحب ہے۔ بحوالہ فقہ حنفی کی مشہور کتاب طحطاوی شریف، صفحہ ۱۲۲، مطبوعہ مصر۔

فاتحہ کا ثبوت (صدقہ سے میت کو فائدہ ہوتا ہے): حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے، ''فَأَيُّ الصَّدَقَةِ أَفْضَلُ قَالَ الْمَاءُ قَالَ فَحَفَرَ بِئْرًا وَقَالَ هَذِهِ لِأُمِّ سَعْدٍ''

(سنن أبی داود، کتاب الزکاۃ، باب فی فضل سقی الماء، الجزء ٤، الصفحۃ ٤٩٧، الحدیث ١٤٣١)

یعنی تو کون سا صدقہ افضل ہے فرمایا پانی تو سعد نے کنواں کھدوایا اور کہا کہ یہ سعد کی ماں کے لئے ہے۔

اذان سے پہلے درودشریف پڑھنا: اِنَّ اللّٰهَ وَ مَلٰٓئِكَتَهٗ يُصَلُّوْنَ عَلَى النَّبِيِّ ؕ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَ سَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (پارہ ۲۲، سورۃ الاحزاب، آیت ۵۶)

ترجمہ: بیشک اللہ اور اس کے فرشتے درود بھیجتے ہیں اس غیب بتانے والے (نبی) پر اے ایمان والو ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

فائدہ: اس حکم میں اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم فرمایا ہے اور وقت کی کوئی قید نہیں لگائی لہٰذا اذان سے قبل پڑھنا بھی جائز ہے۔

احادیث مبارکہ: سرورِ عالم، نورِ مجسم، شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، ''كُلُّ أَمْرٍ ذِى بَالٍ لَا يُبْدَأُ فِيهِ بِحَمْدِ اللهِ وَالصَّلَاةِ عَلَىَّ فَهُوَ أَقْطَعُ أَبْتَرُ مَمْحُوقٌ مِنْ كُلِّ بَرَكَةٍ۔''

(الجامع الصغیر، الجزء ٢، الصفحۃ ٣٠٣، الحدیث ٨٦٩٦، دار الفکر، بیروت، لبنان)

یعنی نیک کام کی ابتدا اللہ تعالیٰ کی حمد اور مجھ پر درود شریف پڑھنے سے نہ کی جائے تو وہ کام برکتوں سے خالی ہے۔

فائدہ: اس حدیث شریف کو دیوبندی اور غیر مقلدین اہل حدیث حضرات کے مسلم عالم ابن قیم نے اپنی کتاب جلاء الافہام عربی، کے صفحہ ۲۶۱ پر درج کیا ہے۔

فائدہ: جب ہر نیک کام شروع کرنے سے پہلے درود شریف پڑھنا بابرکت ہے تو کون مسلمان ہے جو اذان کو نیک کام نہیں کہتا؟ یقیناً سب نیک کام کہتے ہیں لہٰذا اذان کے وقت درود شریف پڑھنا جائز ہے۔

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا: سیدنا المفسرین حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ أَنَّ رَفْعَ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ حِينَ يَنْصَرِفُ النَّاسُ مِنَ الْمَكْتُوبَةِ كَانَ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(صحیح البخاری، کتاب الأذان، باب الذکر بعد الصلاۃ، الجزء۳، الصفحۃ ۳۴۵، الحدیث ۷۹۶)

(صحیح مسلم، کتاب المساجد و مواضع الصلاۃ، باب الذکر بعد الصلاۃ، الجزء۳، الصفحۃ ۲۳۹، الحدیث ۹۱۹)

یعنی فرض نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کرنا نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مبارک میں تھا۔

نمازِ جنازہ کے بعد کی دعا: فَإِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ٥ (پارہ ۳۰، سورۃ الانشراح، آیت ۷)

ترجمہ: تو جب تم نماز سے فارغ ہو تو دعا میں محنت کرو۔

اس آیۂ شریفہ کی تفسیر میں ابن عباس، قتادہ، ضحاک، مقاتل اور کلبی علیہم الرضوان مفسرین عظام نے فرمایا ہے،

"إِذَا فَرَغْتَ مِنَ الصَّلَاةِ الْمَكْتُوبَةِ فَانْصَبْ إِلَى رَبِّكَ فِي الدُّعَاءِ وَارْغَبْ إِلَيْهِ فِي الْمَسْأَلَةِ يُعْطِكَ "

(مختصر تفسیر البغوی المسمی بمعالم التنزیل، الجزء۸، الصفحۃ ۱۶۰، دار السلام للنشر و التوزیع، الریاض)

(تفسیر الخازن المسمی لباب التأویل فی معانی التنزیل، سورۃ التین، الجزء۷، الصفحۃ ۲۶۵، دار الفکر، بیروت، لبنان)

یعنی جب تو فرض نماز سے فارغ ہو جائے تو ربِ کریم کی طرف دعا میں کھڑا رہ اور سوال کرنے میں اس کی طرف رغبت کر وہ تجھ کو عطا کرے گا۔

نمازِ جنازہ فرضِ کفایہ ہے لہٰذا جنازہ کے بعد دعا مانگنا حکمِ الٰہی ہے۔

علامہ محمد بن عبداللہ بن ابوحمزہ مالکی شارح بخاری علیہ الرحمۃ نے بہجۃ النفوس میں حدیث شریف نقل فرمائی ہے جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا ثابت ہے وہ یہ ہے،

"قد صلی علیٰ صبی و دعا له بان یعافیه اللّٰه من فتنة القبر۔"

(بهجة النفوس شرح صحیح بخاری، جلد ۱، صفحه ۱۲۲)

یعنی بے شک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بچے کی نمازِ جنازہ پڑھائی اور اس کے لئے دعا فرمائی کہ اللہ تعالیٰ اس کو فتنۂ قبر سے محفوظ رکھے۔

کفن پر کلمہ طیبہ لکھنا اور قبر میں عھد نامہ رکھنا

فقہ حنفی کی مستند کتاب ''درمختار'' میں ہے، ''کُتِبَ عَلَی جَبْهَةِ الْمَيِّتِ أَوْ عِمَامَتِهِ أَوْ كَفَنِهِ عَهْدُ نَامَهْ يُرْجَى أَنْ يَغْفِرَ اللَّهُ لِلْمَيِّتِ''

(الدرالمختار، کتاب الصلاۃ، باب صلاۃ الجنازۃ الجزء۲، الصفحۃ۲۶۶)

یعنی مردے کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھنے سے اس کے لئے بخشش کی امید ہے۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تحریر فرماتے ہیں، ''شجرہ در قبر نہادن معمول بزرگان است''

یعنی قبر میں شجرہ رکھنا بزرگوں کا طریقہ ہے۔

قبر پر پھول ڈالنا: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا گزرے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مکہ یا مدینہ کے باغوں میں سے کسی باغ میں تو دو آدمیوں کی آواز سنی کہ ان پر قبر میں عذاب ہو رہا ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان دونوں پر عذاب ہو رہا ہے اور کسی بڑی بات پر نہیں ہو رہا جس سے بچنا مشکل ہو۔ فرمایا ان میں ایک پیشاب سے پرہیز نہیں کرتا تھا اور دوسرا چغل خوری کرتا تھا پھر کھجور کی ایک شاخ منگوا کر دو ٹکڑے کئے اور ہر قبر پر ایک ٹکڑا رکھ دیا۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا کیوں کیا؟ فرمایا کہ ان دونوں کے عذاب میں تخفیف ہو جب تک یہ شاخیں خشک نہ ہوں۔ (رواہ البخاری ، مشکوٰۃ شریف ، مسلم شریف)

احادیث وآیات سے یہ امر ثابت ہے کہ ہر زندہ چیز اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتی ہے۔ لکڑی کی حیات یہ ہے کہ جب تک وہ تر ہے زندہ ہے۔ اس حدیث پر نظر کر کے قبروں پر پھول ڈالتے ہیں تا کہ وہ تسبیح کریں اور مردہ کو فائدہ پہنچے۔

اسی لئے فتاویٰ عالمگیری میں ہے، ''وَضْعُ الْوُرُودِ وَالرَّيَاحِينِ عَلَى الْقُبُورِ حَسَنٌ''

(الفتاوی الھندیۃ المعروف فتاویٰ عالمگیری، کتاب الکراھیۃ، الباب السادس عشر فی زیارۃ القبور وقراءۃ القرآن فی المقابر، الجزء۴۳، الصفحۃ۴۳۹)

یعنی قبروں پر پھول اور خوشبو رکھنا اچھا ہے۔

نذر ونیاز (شیرینی وطعام پر فاتحہ ونیاز جائز ہے): حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فتویٰ تحریر فرماتے ہیں،

''واگر فاتحہ بنام بزرگے دادہ شد پس اغنیاء واھم خوردن جائز است''

(زبدۃ النصائح از شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

یعنی اگر کسی بزرگ کے نام کی فاتحہ دی جائے تو اس کا کھانا امیر لوگوں کے لئے بھی جائز ہے۔

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ کا فتویٰ ہے، ”طعامیکه ثواب آں نیاز امامین نهایند وبرآں فاتحه وقل ودرود خوانند متبرك می شود خوردن آں بسیار خوب است“ (از فتاوئ عبدالعزیز محدث دهلوی رحمة الله تعالیٰ علیه)

یعنی وہ کھانا جس کی نیاز کا ثواب حضرات امامین کو پہنچایا گیا ہو اور اس کھانے پر فاتحہ وقل اور درود پڑھا گیا ہو وہ کھانا متبرک ہوجاتا ہے اور ایسے کھانے کو کھانا بہت ثواب ہے۔

ختم و درود (کھانا سامنے رکھ کر ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے): صحیح مسلم شریف کی حدیث شریف ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا مانگی، ”اَللّٰھُمَّ تَقَبَّلْ مِنْ مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَمِنْ أُمَّةِ مُحَمَّدٍ“

(صحيح مسلم، الجزء ١٠، كتاب الأضاحى، باب استحباب الضحية و ذبحها مباشرة، الصفحة ١٤٩، الحديث ٣٦٣٧)

یعنی اے اللہ! قبول فرما محمد و آلِ محمد اور اُمتِ محمد کی طرف سے۔

جس طرح یہ دعا یا دعائے عقیقہ پڑھتے وقت جانور سامنے ہوتا ہے اسی طرح ثواب پہنچاتے وقت کھانے کو سامنے رکھ کر آیاتِ قرآن پڑھ کر مُردوں کی روح کو بخش دیتے ہیں۔

چراغاں: مزارات پر اور مسجد میں چراغاں کرنا جائز ہے۔

علامہ عسقلانی فتح الباری شرح بخاری شریف میں تحریر فرماتے ہیں، ”وَكَانَ تَمِيمٌ الدَّارِيُّ مِنْ أَفَاضِلِ الصَّحَابَةِ وَلَهُ مَنَاقِبُ ، وَهُوَ أَوَّلُ مَنْ أَسْرَجَ الْمَسَاجِدَ“

(فتح البارى شرح صحيح البخارى، قوله باب إذا أسلم على يديه، الجزء ١٢، الصفحة ٤٦، دارالمعرفة بيروت)

یعنی حضرت تمیم داری افاضل صحابہ میں صاحب مناقب صحابی ہیں اور وہ پہلے صحابی ہیں جنہوں نے مسجد نبوی میں چراغاں کیا۔

اس کی تفصیل اس طرح ہے: سراج غلام تمیم داری نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور ہم سب تمیم داری کے پانچ غلام تھے میرے آقا نے مجھے حکم دیا تو میں نے مسجد نبوی کو زیتون کے تیل کے چراغوں سے منور کیا اس سے پہلے خورمہ کی لکڑی جلا کرتی تھی پس حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ ہماری مسجد کو کس نے جگمگایا؟ تمیم داری نے کہا میرے غلام نے اور میری طرف اشارہ کر کے مجھے بتایا حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے میرا نام دریافت فرمایا میں نے اپنا نام فتح عرض کر دیا۔ اس پر حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نہیں اس کا نام ”سراج“ یعنی (چراغ) ہے۔

(اسدالغابة فى معرفة الصحابة، صفحه ٢٦٢)

قبہ جات بر مزارات: تفسیر روح البیان میں ہے"اور صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا اور ان پر غلاف اور عمامہ اور کپڑے چڑھانا جائز ہے جبکہ اس سے مقصود یہ ہو کہ عوام کی نگاہ میں ان کی عزت ہو اور لوگ ان کو حقیر نہ جانیں۔"

(تفسیر روح البیان،سورۃ التوبۃ،الجزء۳،الصفحۃ۳۹۸،دار إحیاء التراث العربی)

فتاویٰ شامی میں ہے،"قَالَ فِي فَتَاوَى الْحُجَّةِ وَتُكْرَهُ السُّتُورُ عَلَى الْقُبُورِ۔ وَلَكِنْ نَحْنُ نَقُولُ الْآنَ إذَا قَصَدَ بِهِ التَّعْظِيمَ فِي عُيُونِ الْعَامَّةِ حَتَّى لَا يَحْتَقِرُوا صَاحِبَ الْقَبْرِ ، وَلِجَلْبِ الْخُشُوعِ وَالْأَدَبِ لِلْغَافِلِينَ الزَّائِرِينَ ، فَهُوَ جَائِزٌ لِأَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ لِأَنَّ الْأَعْمَالَ بِالنِّيَّاتِ"

(رد المحتار علی الدر المختار، کتاب الحظر و الإباحۃ،فصل فی اللبس،الجزء٦، الصفحۃ٣٦٣،دارالکتب العلمیۃ)

یعنی فتاویٰ حجہ میں (قبروں پر دستار بندی کے بارے میں) اس سے عوام کی نگاہ میں تعظیم مقصود ہوتا کہ وہ صاحب قبر کی حقارت نہ کریں بلکہ غافلوں کو اس سے ادب اور خشوع حاصل ہو تو جائز ہے کیونکہ عمل نیت سے ہے۔

چراغاں بر مزارات: تفسیر روح البیان میں ہے،"و کذا إیقاد القنادیل و الشمع عند قبور الأولیاء و الصلحاء من باب التعظیم و الإجلال أیضاً للأولیاء فالمقصد فیھا مقصد حسن. ونذر الزیت و الشمع للأولیاء یوقد عند قبورھم تعظیماً لھم ومحبۃ فیھم جائز أیضاً لا ینبغی النھی عنہ."

(تفسیر روح البیان،سورۃ التوبۃ،الجزء۳،الصفحۃ۳۹۸،دار إحیاء التراث العربی)

یعنی اس طرح اولیاء وصالحین کی قبروں کے پاس قندیلیں روشن کرنا اور موم بتیاں جلانا، ان کی عظمت کے لئے چونکہ ان کا مقصد صحیح ہے اس لئے جائز ہے اور اولیاء اللہ کے لئے تیل اور موم بتی کی نذر ماننا تا کہ ان کی عزت کے اظہار کے لئے ان کی قبروں کے پاس جلائی جائیں جائز ہے اس سے روکا نہ جائے۔

انہی عقائد ومسائل پر اکتفا کر کے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ اہل سنت عوام کو انہی عقائد ومسائل پر پابندی نصیب فرمائے اور اسی پر ہم سب کا خاتمہ ہو۔

والسلام

الفقیر القادری محمد فیض احمد اُویسی رضوی غفرلہٗ

☆......☆......☆